Settings\AL-NOOR\Desktop\ornate_old_frame.JPG not found.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بچوں کو

عقیدۂ آخرت

سمجھانے کا طریقہ

(صفاتِ الٰہی **المعید** اور **الحسیب** پر غور وفکر)

مصنف

عبداللہ صدیقی

زیر سرپرستی

مولانا محمد کلیم الدین سلمان قاسمی

ناشر

عظیم بک ڈپو، جامع مسجد دیوبند، یوپی، انڈیا۔

حق طباعت غیر محفوظ

(بغیر کسی تبدیلی کی چھپوانے کی عام اجازت ہے)

نام کتاب:۔ بچوں کو عقیدۂ آخرت سمجھانے کا طریقہ

مرتب:۔ عبداللہ صدیقی

زیر سرپرستی:۔ مولانا محمد کلیم الدین سلمان قاسمی

سنہ طباعت:۔ ۲۰۱۴ء مطابق ۱۴۳۵ھ

تعداد اشاعت:۔ 300

کمپیوٹر کتابت:۔ النور گرافکس، حیدرآباد۔ 9963770669

قیمت:۔

ناشر:۔ عظیم بکڈپو، دیوبند، یوپی، انڈیا۔

☆☆ ملنے کے پتے ☆☆

☆ آفس میٹ اسٹیشنری، روبرو مہدی فنکشن ہال، لکڑی کا پل، حیدرآباد۔ 9391399079

☆ مکتبۂ کلیمیہ، رحمٰن کامپلکس، یوسفین چوراہا، نامپلی، حیدرآباد۔ 9885655501

☆ ہندوستان پیپر ایمپوریم، مچھلی کمان، چارمینار، حیدرآباد۔

☆ ہدیٰ بک ڈسٹری بیوٹرس، پرانی حویلی، چھتہ بازار، حیدرآباد۔

نوٹ:۔ اس کے علاوہ ہندوستان کے مختلف شہروں کے کتاب خانوں میں دستیاب ہے۔

اجمالی فہرست مضامین

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
صفاتِ الٰہی المعید والحسیب پر غور وفکر	4	عقیدۂ آخرت کا یقین ضروری ہے	27
عقیدۂ آخرت سمجھانے کا طریقہ	6	موت یاد رہے تو آخرت کا یقین رہتا ہے	30
عقیدۂ ایمان ہی انسان کو صحیح یا غلط بناتا	7	دنیا میں غور وفکر سے انسان میں آخرت	
بچوں کو بچپن میں تینوں بنیادی عقائد کا		کا یقین پیدا ہوتا ہے	33
شعور مضبوط انداز میں دیں	8	دنیا میں جنت وجہنم کے نمونے	34
عقیدۂ آخرت کا خوب تذکرہ کیا جائے!	9	انسان خود نوکر سے حساب لیتا ہے	38
انسانی زندگی کے دو حصے	10	دنیا میں سزا وجزا سے جوابدہی کا احساس	39
آخرت کا پرچہ دنیا میں ظاہر کر دیا گیا	12	انسان ہر کام نفع ونقصان پر نظر رکھ کر کرتا	41
انسان کے تین ساتھی	14	آخرت کے منکرین بے لگام جانور	43
انسان دنیا میں رہ کر آخرت کا ادراک		منکرینِ آخرت خود اپنی فطرت میں کئی	
نہیں کر سکتا	15	چیزوں کو بُرا سمجھتے ہیں	44
مسلمانوں کی زندگی آخرت سے خالی!	16	انسان کو حساب کا احساس نہ ہو تو وہ نڈر	
عقیدۂ آخرت کی ضد سمجھائی جائے	17	بن جاتا ہے	45
اسلام کا تصورِ آخرت	18	کائنات کی چیزوں میں خواص واثرات	46
عقیدۂ آخرت کے گمراہ تصورات	18	جو چیز بوئیں گے وہی پائیں گے	47
عقیدۂ آخرت ہی ایمان کے تقاضے		عقیدۂ آخرت انسان کی عین فطرت	48
پورا کرنے کا جذبہ پیدا کرتا ہے	19	انسان وجن چار قسم کی خواہش رکھتے ہیں	49
آخرت کے منکر عقل پر بھروسہ کرتے ہیں	20	دنیا کے اعمال میں عیش وآرام وقتی ہیں	50
آخرت کے منکرین کو چاہئے کہ عقل کا		دنیا میں مرنے کے فوراً بعد نتیجہ ظاہر نہ ہونا	56
استعمال کریں	22	آخرت کا انصاف نیکیوں کے لین دین سے	58
نیند دوبارہ زندہ ہونے کی بڑی مثال	23	آخرت کا انصاف گواہوں کی شہادت پر	59
انسان کو جسم سے نہیں روح سے مانا جاتا	23	دنیا کی زندگی میں جنتی ودوزخی کی پہچان	60
جسم کو جلا دینے سے انسان ختم نہیں ہوتا	24	جنت اور جہنم میں جانے والے کون کون؟	61
آخرت کا احساس دلانے کا طریقہ	25	مرنے کے بعد بار بار جنم لینے کا تصور	62
		اور دیگر عناوین.............	.....

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحمن الرحیم

صفاتِ الٰہی اَلۡمُعِیۡدُ اور اَلۡحَسِیۡبُ پر غور وفکر

(دوبارہ زندہ کرنے والا اور حساب لینے ولا)

إِنَّ إِلَيۡنَا إِيَابَهُمۡ ٥ ثُمَّ إِنَّ عَلَيۡنَا حِسَابَهُمۡ ٥ (غاشیہ:۲۵،۲۶)

بیشک ہماری طرف ان کو لوٹنا ہے، پھر بیشک ان سے حساب لینا ہمارے ذمہ ہے۔

المعید اور الحسیب یہ اللہ تعالیٰ کی دو صفات ہیں اور ان صفات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی پہچان کروا کر یہ تعلیم دے رہا ہے کہ وہ انسانوں اور جنوں کو بغیر مقصد کے نہیں پیدا کیا اور نہ ان کا حساب لئے بغیر چھوڑ دے گا، اس نے ان کی زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، ایک دنیا کی زندگی اور دوسری آخرت کی زندگی، جن اور انسان کو ایک مقررہ وقت تک دنیا میں زندگی گذارنا ہے اور پھر موت کے ذریعہ آخرت میں منتقل ہونا ہے، اللہ تعالیٰ وہاں قیامت کے دن ان کو دوبارہ زندہ کر کے ان کی زندگی کا پورا حساب لے گا، اس کے لئے یہ کچھ مشکل کام نہیں۔

☆ ذرا غور کیجئے کہ جب اللہ تعالیٰ انسانوں کو یہ صلاحیت اور علم دیا ہے کہ وہ کسی بھی انسان یا جانور کا علاج اور آپریشن کرنے کے لئے ان کو چند گھنٹوں تک بیہوش کر کے ہوش میں لا سکتے ہیں۔

☆ جب اللہ کسی بھی انڈے کی سفیدی اور زردی کو جو مائع کی حالت میں ہوتی ہے جاندار کی حالت میں تبدیل کر سکتا ہے۔

☆ جب پانی کے قطرے کو انسانی ماں کے پیٹ یا جانوروں کے پیٹ میں بغیر کسی

مشین اور سانچے کے انسان یا جانور میں تبدیل کر سکتا ہے۔

☆ درختوں اور پودوں کی ڈالیوں اور پتوں کو کاٹنے اور توڑنے کے باوجود بار بار پیدا کر سکتا ہے۔

☆ جسم کے بال اور پرندوں کے پر کاٹنے اور جھڑنے کے بعد بھی بار بار پیدا کر سکتا ہے۔

☆ سوکھے اور مردہ بیج سے کئی سالوں بعد سرسبز و شاداب پودے اور درخت نکال سکتا ہے تو کیا وہ انسانوں اور جنوں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا ہے؟ جبکہ وہ تمام جانداروں کے ہوا، پانی، پھلوں اور غذاؤں میں پھیلے ہوئے بے جان ذرات کو ایک جگہ کر کے بنا رہا ہے اور پیدا کر رہا ہے۔

بیشک وہ المعید اور الحسیب ہے، دوبارہ زندہ کرے گا اور اپنے بندوں کا حساب ضرور لے گا، اس میں انسانوں اور جنوں کو شک وشبہ نہیں کرنا چاہئے، جب وہ بغیر نر اور مادہ کے پھلوں، ترکاریوں اور غلّوں میں کیڑے پیدا کر سکتا ہے، تو انسانوں اور جنوں کو پیدا کرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرنا اس کے لئے مشکل کیوں ہوگا، وہ تو ہر چیز پر ہر طرح سے قادر ہے، وہ تمام جانداروں کو ہر روز نیند کے ذریعہ موت دے کر پھر دوبارہ زندہ کرتا ہی رہتا ہے۔

اس لئے المعید اور الحسیب کی صفات کو سمجھنے کے لئے اور ذہن میں مضبوطی کے ساتھ عقیدہ پیدا کرنے کے لئے عقیدۂ آخرت کو اچھی طرح سمجھنا ہوگا، تب ہی ان دونوں صفات کا کچھ ادراک ہمارے ذہنوں میں بیٹھ سکتا ہے اور ہم آخرت کی تیاری میں زندگی گذار سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

عقیدۂ آخرت سمجھانے کا طریقہ

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنتُمْ أَمْوَاتاً فَأَحْيَا كُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ٥ (البقرۃ:۲۸)

ترجمہ:۔ تم اللہ کے ساتھ کفر کا رویہ کیسے اختیار کرتے ہو؟ حالانکہ تم بے جان تھے، اس نے تم کو زندگی عطاء کی، پھر وہی تم کو موت دے گا، پھر وہی تمہیں دوبارہ زندگی عطاء کرے گا، پھر اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اسلامی تعلیمات کی اصل جان عقائد ایمان ہیں

پورے دین کا خلاصہ توحید، رسالت اور آخرت ہے، ایمان کی بنیاد بھی یہی تین چیزوں پر ہے، باقی تمام عقائد ان ہی تینوں عقائد کی شاخیں ہیں اور تمام عقائد کی جڑ اور بنیاد ایمان باللہ ہے، اسلامی تعلیمات کی اصل جان اور روح عقیدۂ ایمان ہے، اس کے بغیر نہ اسلام کا کوئی تصور قائم ہوسکتا ہے اور نہ کوئی انسان مسلمان بن سکتا ہے، اسلامی تعلیمات میں سے ایمان کو نکال دیا جائے یا اس کی مکمل تعلیم نہ دی جائے تو جس طرح بغیر روح کے جسم ہوتا ہے یا بیمار یا کمزور جسم ہوتا ہے، ویسا ہی حال ایک انسان کا ہو جاتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ اسلامی عقائد کی تعلیم مضبوط اور پختہ طریقہ پر دی جائے، ایمان میں شک یا کمزوری اور بے شعوری انسان کو اسلام سے دور کر دیتی ہے۔

موجودہ زمانہ میں عقیدۂ ایمان پر مضبوط طریقہ سے محنت نہیں کی جارہی ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں کا عقیدۂ ایمان خاص طور پر ایمان باللہ اور ایمان بالآخرۃ بہت کمزور ہیں اور وہ بے شعور، نسلی و خاندانی، فقہی اور قانونی مسلمان بنے ہوئے ہیں، دن رات اللہ کی اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم اور طریقوں کی خلاف ورزی کرتے ہیں، حالانکہ وہ ایمان کا دعویٰ بھی کرتے ہیں، مگر آخرت کی تیاری سے میلوں دور زندگی گذار رہے ہیں۔

عقیدۂ ایمان ہی انسان کو صحیح یا غلط بناتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جسم انسانی میں ایک لوتھڑا ہے، انسان کے سدھرنے اور بگڑنے کا پورا دارو مدار اسی پر ہے، وہ اگر سدھر جائے تو انسان سدھر جاتا ہے، وہ اگر بگڑ جائے تو انسان بگڑ جاتا ہے، وہ انسان کا دل ہے ایمان کے رہنے کی جگہ اصل میں دل ہی ہے۔ (بخاری)

دل میں اگر ایمان آجائے تو ہاتھوں پیروں سے اسلام ہی نکلے گا، اس لئے سب سے پہلے دل میں ایمان کا مضبوط اور طاقتور بیج بوئیے۔

☆ انسانی زندگی کے سدھار اور بگاڑ کا پورا دار و مدار صحیح یا غلط عقیدہ ہی پر ہے، اگر عقیدہ صحیح اور پختہ ہو تو انسان کو اعمال صالحہ سے محبت ہوتی ہے اور وہ اپنے جسم کو نیکی کرنے پر مجبور کرتا ہے اور اگر عقیدہ غلط یا کمزور ہو تو انسان نیکی سے گھبرا کر اخلاق رذیلہ سے محبت کرتا ہے اور اپنے جسم سے گناہ کرواتا ہے، یعنی انسان کا اچھا یا بُرا عمل عقیدہ کے مطابق ہوتا ہے، اگر کسی انسان کا عمل اس کے اسلامی عقیدہ ایمان سے میل نہ کھاتا ہو، ایمانی عقیدہ کے مطابق نہ ہو تو اس کے معنیٰ ہیں کہ وہ یا تو عقیدہ میں شعور نہیں رکھتا یا شک وشبہ اور کمزور عقیدہ رکھتا ہے یا عقیدہ کے اقرار و اظہار میں جھوٹا ہے، اس کا عقیدہ صرف زبان کی حد تک اقراری ہے، حلق سے نیچے نہیں اترا، یا وہ صرف دکھاوا اور رسم ادا کرنے جھوٹا دعویٰ کررہا ہے، یا پھر اس کے پاس غلط عقیدہ ہے۔

☆ جو انسان دل کے پورے یقین اور شعور کے ساتھ اسلامی عقیدہ ایمان کو مانتا ہے، اس کا عمل عین اسلام کے مطابق ہوتا ہے، وہ ایمانی تقاضوں کو ہر وقت پورا کرتا ہے، اس کے عقیدہ اور عمل میں فرق اور تضاد نہیں ہوتا، اس کے برعکس غیر مسلم کا عقیدہ ایک ہوتا ہے

اور عمل دوسرا ہوتا ہے، اس کے عقیدہ اور عمل میں مطابقت نہیں ہوتی۔

بچوں کو بچپن میں تینوں بنیادی عقائد کا شعور مضبوط انداز میں دیں!

اس لئے ضروری ہے کہ بچوں کو ابتدائی دینی تعلیم میں اور جو لوگ ایمان قبول کرتے ہیں یا ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں ان کو مضبوط اور صحیح عقیدہ کی تعلیم دی جائے، تاکہ وہ ایمان کے ان تینوں بنیادی عقائد کے مطابق ایمان کے تقاضوں کو پورا کریں، ورنہ ان تینوں میں سے کوئی ایک عقیدہ میں بھی کمزور ہوں یا شک کریں تو وہ پھر اسلام پر چل نہیں سکیں گے۔

☆ ایمان باللہ سے اللہ کی ذات، صفات، حقوق واختیارات کا تعارف حاصل ہوکر توحید آتی ہے، جو شخص اللہ کی پہچان ہی صحیح حاصل نہیں کرتا، وہ شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے، ایمان باللہ کو ماننا گویا خالص توحید کا اقرار کرنا ہے اور ایمان باللہ کا انکار کرنا توحید کا انکار کرنا ہے، اگر کوئی رسالت اور آخرت کو تو مانے مگر اللہ کو نہ مانے یا ویسا نہ مانے جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہے تو اس کا رسالت وآخرت کو ماننا اسلام نہیں کہلاتا اور وہ مسلمان نہیں کہلاتا۔

☆ رسالت پر ایمان سے وحی پر عمل کرنا اور اللہ کی اطاعت وعبادت کا طریقہ معلوم ہوگا، رسالت کو ماننا اللہ کی صفتِ ہدایت کو ماننا ہے، اگر کوئی رسالت کا انکار کرے گا تو وہ اللہ کی صفت ہدایت کا انکار ہوگا، وہ اللہ اور آخرت کو مانتے ہوئے وحی پر نہ عمل کر سکے گا اور نہ اللہ کی صحیح اطاعت وعبادت کر سکے گا، اس کا صرف اللہ اور آخرت کو ماننا اسلام نہیں کہلاتا اور نہ وہ مسلمان کہلائے گا۔

☆ عقیدۂ آخرت اللہ کی صفت عدل کا اقرار ہے، اگر کوئی عقیدۂ آخرت کا انکار کرے گا تو گویا وہ اللہ کی صفتِ عدل کا انکار کر کے اللہ کو انصاف نہ کرنے والا، دوبارہ زندہ نہ کرنے والا، جزاء وسزاء نہ دینے والا، محسن اور محبت نہ کرنے والا، صحیح اور مکمل فیصلہ نہ کرنے والا مان رہا ہے اور حکیم، رب، خالق اور شکور وغیرہ نہیں مان رہا ہے، اس کا عقیدۂ آخرت کا انکار ایمان باللہ اور ایمان بالرسالۃ کو مانتے ہوئے اُسے مسلمان نہیں بنا سکتا اور

نہ وہ شخص پوری طرح اسلام پر چل سکتا ہے۔

عرب کے مشرک باوجود اللہ کو مانتے مگر وہ دوبارہ زندہ ہوکر حساب دینے کو نہیں سمجھتے تھے، جس کی وجہ سے وہ بیت اللہ کو تو اللہ کا گھر مانتے، ہر سال حج کرنے کے باوجود اللہ کی ہر قدم پر نافرمانی کرتے تھے، جی کی خواہش پر زندگی گذارتے اور شرک کو زہر نہیں سمجھتے تھے، بلکہ اللہ تک پہنچنے کا راستہ سمجھتے تھے، ان کو قیامت میں دوبارہ زندہ ہوکر حساب دینے کا تصور اور یقین ہی نہیں آتا تھا۔

عقیدۂ آخرت کا ہر روز خوب تذکرہ کیا جائے!

☆ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ عقیدۂ آخرت کو پختہ کرنے اور اس کو زندہ اور باقی رکھنے کے لئے اپنے گھروں میں ہر روز موت، سکرات، قیامت، قبر (برزخ)، حشر کا میدان، پل صراط، جنت کے انعامات اور جہنم کے عذابات کے کچھ حصوں کو دس پندرہ منٹ اہل و عیال کے سامنے سناتے رہیں، اس سے اہل وعیال میں بھی آخرت کی فکر تازہ رہے گی اور وہ آخرت سے غافل نہیں بنیں گے۔

☆ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ باوجود مسلمانوں کے خلیفہ ہونے اور متقی و پرہیز گار ولی ہونے اور قرآن وحدیث سے اچھی طرح واقف ہونے کے باوجود ہر روز علماء کرام کو بلا کر آخرت کی کچھ نہ کچھ باتیں ان سے سن کر راتوں میں خوف سے روتے اور آخرت پر غور وفکر کرتے تھے اور لوگوں کو خوفِ آخرت اور اللہ کے پاس جواب دینے کا خوب احساس دلاتے تھے۔

☆ مسلمانوں کی کثیر تعداد آخرت سے اس لئے غافل بنتی جارہی ہے کہ ان کی مساجد اور ان کی تعلیم گاہوں میں اور ان کے گھروں میں آخرت کے تعلق سے بہت کم تذکرے کئے جاتے ہیں، دوزخ کے عذابات کے بہت کم تبصرے ہوتے ہیں، آخرت کے رونگٹے کھڑے کردینے والے حالات ان کو معلوم ہی نہیں، اس لئے کثیر تعداد تقلیدی طور پر آخرت کو مانتی

ہے، ان کو مرنے کے بعد جواب دینے کا کوئی احساس ہی نہیں، بے حس بنے ہوئے ہیں۔

انسان کی زندگی کے دو حصے ہیں!

اللہ تعالیٰ نے آسمان سے وحی نازل کر کے انسانوں کو ہر زمانہ میں تعلیم دی کہ انسان کی زندگی کے دو حصے ہیں، ایک دنیا کی زندگی دوسری مرنے کے بعد والی آخرت کی زندگی، یعنی ایک موت سے پہلے کی زندگی، دوسری موت کے بعد والی زندگی۔

دنیا کی زندگی کو اللہ نے عمل کرنے کی جگہ بنایا اور آخرت کی زندگی کو جزاء اور سزاء پانے کی جگہ بنایا، تمام پیغمبروں نے شروع سے انسانوں کو یہی تعلیم دی کہ وہ دنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری کریں اور دنیا سے آخرت کمائیں، مگر بہت سے لوگ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیمات سے دور رہ کر یا انکار کر کے یا شک کر کے مرنے کے بعد والی زندگی کو یا تو مانتے ہی نہیں یا آخرت کا غلط تصور رکھتے ہیں یا کمزور اور شک وشبہ والا عقیدہ رکھ کر اپنی دنیا کی زندگی سے آخرت نہیں کماتے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا عقلمندوں کے لئے سامانِ غنیمت ہے اور بیوقوفوں کے لئے سامانِ غفلت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی تعلیم دی کہ دنیا میں ایک مسافر کی طرح رہو، راہ گیر کی طرح زندگی گذارو اور اس کو اصلی وحقیقی گھر نہ سمجھو اور دنیا کی لذتوں سے آخرت کو نہ بھول جاؤ۔

دنیا ہی وہ جگہ ہے جہاں سے آخرت کمائی جاسکتی ہے!

مَن كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ وَمَن كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِن نَّصِيبٍ ○ (شوریٰ:۲۰)

جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہوگا ہم اس کی کھیتی میں اضافہ کریں گے، اور جو کوئی دنیا کی کھیتی چاہتا ہوگا اُسے اس میں سے کچھ دیں گے، اور اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔

میدانِ حشر میں ناکام انسان اللہ تعالیٰ سے پھر ایک بار دنیا میں بھیجنے کی درخواست

کریں گے، آخرت میں اگر وہ واپس دنیا میں آ کر ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی اجازت چاہے گا بھی تو نہیں ملے گی، اس لئے کہ آخرت دنیا ہی سے کمائی جاسکتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں ایمان والا بن کر رہنا اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے، دنیا ہی سے جنت کا سامان خریدا جاسکتا ہے، دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ کی خوب اطاعت و بندگی کی مہلت ملتی ہے، زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمائی جاسکتی ہیں، حرام سے بچنے کا یہیں پر موقع ملتا ہے، شرک اور کفر سے بچ کر توحید پر قائم رہنے کا پورا پورا موقع ملتا ہے، دنیا شیطان سے مقابلہ کرنے کا میدان ہے، نفس کو قابو میں رکھ کر اللہ کی مرضیات پر چلانے کا یہیں دنیا میں موقع دیا جاتا ہے، اسلام نے اپنے ماننے والوں کو ایمان لا کر دنیا سے خوب آخرت بٹورنے کی تعلیم دی اور زندگی کے ہر منٹ اور لمحہ کو آخرت کی پونجی میں تبدیل کرنے کی تعلیم دی اور یہ بھی بتلایا کہ ایمان قبول کرنے اور اعمالِ صالحہ یعنی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و غلامی کرنے کی واحد جگہ صرف دنیا ہے، اس لحاظ سے ایمان والوں کے لئے دنیا بہت قیمتی جگہ ہے، یہیں سے وہ آخرت بنا سکتے یا بگاڑ سکتے ہیں، دنیا ہی کی زندگی میں وہ اللہ کی خوب بندگی کر سکتے، نماز پڑھنے، روزے رکھنے، زکوٰۃ دینے اور حج کرنے، پردہ کرنے، حرام سے بچنے اور فضول خرچی سے بچنے، زنا، شراب، سود، رشوت، ظلم و زیادتی، جھوٹ، ناانصافی سے بچنے کے موقعے صرف دنیا میں ہی ہیں، توبہ اور معافی مانگنے کا یہیں دنیا میں موقع ملتا ہے، گناہ کے مقابلہ نیکی کرنے کا یہیں اختیار دیا جاتا ہے، دنیا کی زندگی ختم ہونے کے بعد یہ سب کام اور مہلتیں ختم ہوجاتی ہیں، اس لئے ایمان والوں کے لئے دنیا اللہ کی نعمت بھی ہے، جہاں سے وہ اللہ کو بغیر دیکھے، آخرت کو بغیر دیکھے، ہر لمحہ ہر گھڑی اللہ کی عبادت واطاعت کرتے ہوئے اللہ کو راضی کرنے والے اعمال کرتے رہتے ہیں، اس لئے عقلمند و سمجھدار اور ہوشمند ایمان والا دنیا سے خوب آخرت کما کر جاتا ہے، گویا دنیا اس کے لئے آخرت میں مال جمع کرنے، آخرت کی عمدہ تجارت کرنے کی جگہ اور بینک ہے۔

اس کے برعکس غیر ایمان والوں کے لئے یا آخرت کا کمزور عقیدہ رکھنے والوں کے

لئے دنیا دھوکہ اور فریب کی جگہ ہے، وہ دنیا کی لذتوں ،عیش و آرام اور چمک دمک سے متاثر ہوکر اس مختصر اور عارضی زندگی میں مست ہوکر آخرت کا نقصان کر لیتے ہیں اور دنیا کے بازار سے دوزخ کے سامان خریدتے ہیں۔

آخرت کا پرچہ دنیا میں آوٹ (ظاہر) کر دیا گیا ہے!

عام طور پر دنیا میں جب امتحان لیا جاتا ہے تو اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ امتحان میں پوچھے جانے والے سوالات نہیں بتلائے جاتے یا کچھ پورشن اور نصاب بتلا دیا جاتا ہے کہ اس میں سے سوالات پوچھے جائیں گے یا پھر سو، دوسو (۱۰۰،۲۰۰) سوالات یہ کہہ کر بتلا دئے جاتے ہیں کہ ان میں سے سوالات کئے جائیں گے،اس طرح دنیا کے امتحانات کی تیاری کی جاتی ہے، مگر اللہ نے انسانوں پر رحم کیا اور قبر میں ہونے والے اور آخرت کے میدان میں ہونے والے سوالات بتلا دئے، حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب میدان حشر قائم ہوگا اس وقت تمام انسانوں کو اللہ کی عدالت میں ٹھہرنا ہوگا اور ہر انسان سے حسب ذیل پانچ سوالات پوچھے جائیں گے:

(۱) عمر کس طرح گذاری؟ (۲) جوانی کونسے کاموں میں خرچ کی؟ (۳) مال کہاں سے کمایا؟ (۴) مال کہاں خرچ کیا؟ (۵) جتنا علم جانتا تھا اس پر کتنا عمل کیا؟ (ترمذی)

اب انسان پر لازم اور ضروری ہے کہ وہ ایمان لانے کے بعد ان پانچ سوالات کو سامنے رکھ کر آخرت کی تیاری کرے، عقلمند اور سمجھدار اور آخرت پر پختہ یقین رکھنے والوں کے لئے ان سوالات کے مطابق اپنی زندگی گذارنا بہت آسان ہے، مگر دنیا میں بہت سے ایمان والے ان سوالات کے خلاف اپنی زندگی گذار رہے ہیں، ان سوالات کا جواب صرف زبان سے دے کر کامیاب نہیں ہوسکتے، اللہ تعالیٰ دلوں کا حال خوب جانتا ہے، وہاں اگر دنیا کی زندگی کے اعمال ان سوالات کے مطابق ہوں گے تو کامیاب قرار دئے جائیں گے، ورنہ جہنم کے حوالے کر دیا جائے گا، چنانچہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے ایک شہید کو لایا جائے گا اور اس سے سوال ہوگا تو وہ کہے گا کہ میں اللہ کے نام کو بلند کرنے دین کی خاطر شہید ہوگیا، تو اللہ فرمائے گا کہ تم اپنے آپ کو بہادر کہلانے اور نام ونمود کے لئے قتل ہوئے ہو، پھر سخی سے پوچھا جائے گا تو وہ کہے گا کہ میں آپ کی رضا کی خاطر آپ کے راستہ میں مال خرچ کیا، اللہ فرمائے گا: دل میں تو نے اپنے آپ کو سخی کہلوانے کی نیت رکھ کر مال خرچ کیا اور صدقہ وخیرات کیا، اسی طرح عالم سے پوچھا جائے گا تو وہ کہے گا کہ میں نے اللہ کے لئے خوب علم کو پھیلایا، اللہ کہے گا کہ تو عالم کہلوانے اور اپنے علم کا ڈنکا بجانے کو پھیلایا، تینوں کو دوزخ میں اوندھے منہ گھسیٹ کر ڈال دیا جائے گا۔

یہ لوگ زبان سے جو جواب دیں گے اس کو نہیں مانا جائے گا، اس لئے کہ اعمال کا پورا دارومدار نیتوں پر ہے، اس لئے ان کے دل کی کیفیات کے مطابق ان کا انجام ہوگا، دلوں کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا، اس لئے کسی انسان کی موت پر اس کے ظاہری اعمال پر حدیث میں نیک یا بد کہنے سے منع کیا گیا، البتہ کسی کے ظاہری اعمال اچھے ہوں، اس کے تقویٰ اور پرہیز گاری پر اس کے ساتھ اچھا گمان رکھا جائے گا، اور کسی کے بُرے اعمال پر اس کو دوزخی نہیں کہا جائے گا، نہ نفرت کی جائے گی، پچھلی امتوں میں دو انسانوں کا قصہ بیان کیا گیا، دونوں ایمان والے تھے، ایک نے دوسرے کو اس کے برے اعمال پر کہا کہ تو دوزخی ہے، اس پر ان کے مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ دونوں کو مخاطب کر کے فرمایا: جنت اور جہنم کا مالک تو میں ہوں، تو نے اس کو جہنمی کیسے کہا؟ لہٰذا میں تجھے جہنم میں ڈالتا ہوں اور اس کو جنت میں۔

میدانِ جہاد میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو تیر لگتے ہی موت واقع ہونے پر کسی نے ان کو جنتی موت سے یاد کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً فرمایا: تمہیں کیسے معلوم کہ یہ جنتی ہے یا جہنمی؟ اس لئے اللہ کے بہتر جاننے کا اظہار کرو اور اس کے لئے دعائے مغفرت کرو۔

ظاہر میں انسان بہت نیک بنتا ہے، پارسا بنا رہتا ہے، مگر جب مخالف وقت آتا ہے

اور اس کے نفس پر وار ہوتا ہے تو اندر کا انسان ظاہر ہو جاتا ہے، اس لئے ظاہر کو دیکھ کر کسی کے جنتی اور دوزخی ہونے کے فتوے نہ لگائے جائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا، بس انسان آخرت میں کامیاب ہونے اور ان سوالات کے جوابات عمل سے تقویٰ اختیار کر کے دینے کی کوشش میں دنیا کی زندگی گذارنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے نجات اور مغفرت کی امید رکھنا چاہئے، اللہ کے پاس اپنے اعمال کے قبول ہونے کی امید رکھنا چاہئے، اس لئے کہ انسان جو بھی اللہ کی اطاعت وعبادت کرتا ہے بہت ساری کمزوریوں اور خرابیوں کے ساتھ کرتا ہے، حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں ایک چیونٹی آتے وقت ایک سوکھا پتہ تحفہ لے کر آئی، حضرت سلیمانؑ نے کہا: یہ پتہ میرے کیا کام کا؟ چیونٹی نے کہا: قبول کر لیجئے! دلی محبت کے ساتھ لائی ہوں، آپ بھی ہر روز اللہ کی عبادت کرتے ہیں، وہ عبادت کیا اللہ کے لائق ہوتی ہے؟ مگر وہ اپنے فضل سے قبول کر لیتا ہے۔

انسان کے تین ساتھی ہیں، عقلمند ہمیشہ ساتھ رہنے والے سے دوستی کرتا ہے!

بخاری ومسلم کی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کو یہ تعلیم دی کہ انسان کو دنیا کی زندگی میں تین چیزوں سے سابقہ رہتا ہے، (۱) مال ودولت، جائیداد، عہدہ، کرسی واقتدار، یہ چیزیں مرتے ہی انسان کا ساتھ چھوڑ دیتی ہیں اور اس کی ملکیت سے نکل جاتی ہیں، دوسرے انسان اس کے مالک بن جاتے ہیں، (۲) اس کے دوسرے ساتھی، دوست اور رشتہ دار ہوتے ہیں جو اس کا قبر تک ساتھ دیتے ہیں اور قبر میں مٹی ڈال کر واپس چلے جاتے ہیں، (۳) انسان کا تیسرا ساتھی اس کا ایمان اور اس کے اعمال ہیں جو اس کے ساتھ قبر میں بھی رہتے ہیں اور آخرت میں ساتھ رہتے ہیں، اس لئے عقلمند ار سمجھدار انسان ہمیشہ ہمیشہ باقی اور ساتھ رہنے والے ساتھی سے دوستی کر لے، ایمان وعمل

ہی آخرت میں ساتھ رہے گا جو انسان کو جنت میں لے جائے گا۔

انسان کی عقل دنیا میں رہ کر آخرت کا ادراک نہیں کر سکتی!

انسان دنیا میں رہ کر آخرت کا تصور پوری طرح اپنے ذہن میں نہیں لا سکتا، جس طرح ماں کے پیٹ میں پرورش پانے والے بچے سے یہ کہا جائے کہ وہ کچھ مہینوں بعد اس پیٹ کی زندگی سے نکل کر ایک ایسی دنیا میں جانے والا ہے جو اس پیٹ کے مقابلہ میں کروڑہا گنا زیادہ بڑی ہے، جہاں بڑے بڑے سمندر، براعظم، خوفناک دریا، ندی ہیں، جہاں گھنے جنگل، آسمان سے باتیں کرنے والے پہاڑی سلسلے، درخت اور پودے ہیں، چرند پرند اور خطرناک درندے ہیں، جہاں زمین سے کئی گُنا بڑے ستارے اور سیارے ہیں، جہاں تیز رفتار موٹریں، موٹر سائیکل، ٹرین، ہوائی جہاز، راکٹ ہیں، جہاں انتہائی بلندی پر آسمان ہے، جہاں چاند اور سورج ہیں، جہاں انسانوں کے بنگلے، کوٹھیاں، کئی کئی منزلہ عمارتیں ہیں، جہاں خوبصورت رنگین پرندے ہیں، اس دنیا میں مختلف قسم کے میوے، گوشت، ترکاریاں، چاول، گیہوں نام کی غذائیں ہیں، جہاں مختلف مشروبات ہیں، بچہ یہ تمام باتیں سن کر یہ کہے گا کہ وہ جس دنیا کو جانتا ہے وہ ماں کے پیٹ کی یہ دنیا ہے، اس سے بڑی دنیا کا نہ وہ ادراک کر سکتا اور نہ اُسے یقین پیدا ہو سکتا ہے، اس کی عقل بیان کردہ دنیا کی چیزوں کا ادراک ہی نہیں کر سکتی۔

بس یہی حال انسان کا ہے وہ اس دنیا میں رہ کر آخرت اور وہاں کی چیزوں اور حالات کا ادراک نہیں کر سکتا، صرف قرآن مجید کی بیان کردہ باتوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے تحت جو جو خبریں آخرت کے تعلق سے بیان کی گئی ہیں، اس پر اعتماد اور بھروسہ کر کے پورے یقین کے ساتھ ایمان لائے اور اس کی نشانیوں سے معرفت حاصل کرلے تو پھر وہ اس دنیا سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، ورنہ شک یا انکار کرے تو گھاٹے اور نقصان میں رہے گا، اگر اس کی عقل آخرت کو سمجھ نہیں سکتی تو وہ اس کا انکار نہ کرے بلکہ

اس کا فائدہ اسی میں ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتماد اور بھروسہ کر کے اس کا یقین اپنے اندر پیدا کرے، انسان دنیا کی زندگی میں سائنس دانوں، ڈاکٹروں کی باتوں پر بغیر دیکھے عقل میں نہ آنے کے باوجود بھروسہ کرتا اعتماد کرتا اور سچا مانتا ہے، پھر وہ انسانوں کے سب سے زیادہ خیر خواہ اور سچے انسان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر کیوں یقین نہیں کرتا؟ دنیا کے سائنسدان غلط بھی بیان کر سکتے ہیں مگر اللہ کے رسولؐ کبھی کوئی بات غلط بیان نہیں کیئے، اس لئے اس کی کامیابی اور عقلمندی اسی میں ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیمات آنکھیں بند کر کے بھروسہ واعتماد کرے۔

مسلمانوں کی زندگی آخرت کی تیاری سے خالی ہے!

موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی کثیر تعداد کلمہ پڑھتی ایمان کا دعویٰ کرتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا زبانی دعویٰ بھی کرتی ہے، مگر وہ گناہ کبیرہ میں گرفتار نظر آتے اور آخرت کی تیاری سے پوری طرح غافل بنے ہوئے ہیں، وہ زندگی کے تمام شعبوں میں قرآن مجید کی خلاف ورزی کرتے ہوئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو چھوڑ کر یہود ونصاریٰ کے کلچر پر زندگی گذارنے کو پسند کرتے ہیں، وہ روزہ، زکوٰۃ اور حج کی پابندی رسمی انداز پر کرتے ہیں، کثیر تعداد نماز ہی نہیں پڑھتی، فضول خرچی، جاہلانہ رسم ورواج کی عادی بنی ہوئی ہے، بے پردہ پھرتے، نیم برہنہ رہتے، فحش کلامی اور گالی گلوج کرتے، دھوکہ، فریب، جھوٹ، جھوٹے مقدمات، بے ایمانی میں گرفتار ہیں، رشوت، جوڑے کی رقمیں، سامانِ جہیز لیتے، شراب، زنا، ناچ گانا بجانا، پسند کرتے، قتل کرنے، لڑائی جھگڑے کرنے تیار ہوجاتے، دُکان، مکان، زمین پر ناجائز قبضے کر لیتے ہیں، اپنی اولاد کو دین سے دور دنیا دار بنا کر خوش ہوتے ہیں، حالانکہ یہ سب دوزخی اعمال ہیں، مگر وہ گناہ کو گناہ جانتے ہوئے آخرت سے نڈر بنے ہوئے ہیں، اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ انہیں وضو، غسل، نماز، روزہ اور حج کی تعلیم دے کر پابند بنایا جارہا ہے،

ان کو ایمان میں شعور ہی نہیں وہ تقلیدی اور روایتی انداز کا ایمان رکھتے ہیں اور خاص طور پر آخرت کے عقیدہ کا شعور اور یقین نہیں رکھتے، غیر مسلموں کی طرح آخرت سے غافل بنے ہوئے ہیں، وہ دیوانہ وار آخرت والے اعمال کو چھوڑ کر دنیا کو حاصل کرنے کے پیچھے بھاگتے نظر آتے ہیں، اللہ کے پاس زندہ ہو کر جواب دینے کی پرواہ نہیں کرتے۔

دنیا میں مسلمانوں کی زندگی میں آخرت کی تیاری والے اعمال صالحہ سے ہی اسلام کی تمام خوبصورتی ظاہر ہوتی ہے، آخرت کے اعمال صالحہ سے ان کی زندگی میں تازگی اور غیر مسلموں کی زندگی سے فرق نظر آتا ہے، اسی فکر کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مثال و نمونہ بن گئے۔

عقیدۂ آخرت سمجھانے کے لئے اس کی ضد سمجھائی جائے!

جس طرح روشنی کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے اندھیرے پر نظر رکھنا ہوگا، گرمی کی شدت کو سمجھنے کے لئے ٹھنڈک پر نظر رکھنا ہوگا، غرض ہر چیز کی ضد کو سمجھنے سے اصل چیز کی اہمیت سمجھ میں آتی ہے، اللہ نے خود توحید کو سمجھانے شرک کی حقیقت بیان کیا ہے، اسی طرح عقیدۂ آخرت کو یکطرفہ طور پر سمجھانے سے اس کی حقیقت اور یقین سمجھ میں نہیں آتا، آخرت کا پختہ شعور دینے کے لئے آخرت کا انکار کرنے والوں کے غلط خیالات کے جوابات سمجھا کر اسلامی عقیدۂ آخرت سمجھانے سے انسانوں میں آخرت کا پختہ یقین پیدا ہوتا ہے، ہم اپنے بچوں کو یکطرفہ طور پر اسلامی عقیدۂ آخرت سمجھاتے ہیں، مگر غیر مسلموں کے غلط خیالات اور ان کے جوابات سے واقف نہیں کرواتے، اس لئے ضروری ہے کہ اسلام کے ساتھ ساتھ غیر اسلام کو بھی سمجھایا جائے۔

بچوں کو بچپن ہی سے عقیدۂ آخرت کے تقاضے خوب ذہن میں بٹھائیں کہ ہر عمل کا اللہ کے پاس دوبارہ زندہ ہو کر جواب دینا پڑے گا، غلطی ہونے پر فوراً توبہ کی جائے، اللہ زندگی کے ایک ایک لمحہ کا حساب لے گا، دنیا انسان کا اصلی گھر نہیں ہے، نیکی پر جنت ملے

گی اور گناہ پر دوزخ کی سزاء آگ ہوگی، شرک کی سزاء ہمیشہ ہمیشہ کی جہنم ہے۔

اسلام کا تصورِ آخرت

اسلام نے انسانوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دنیا کو انسانوں کے لئے امتحان و آزمائش کی جگہ بنایا ہے، یہاں انسانوں کو اچھے اور بُرے عمل کرنے کی طاقت و صلاحیت اور آزادی دی ہے؛ تا کہ اچھے بُرے اعمال سے انسانوں کی جانچ کی جائے، پھر ایک دن اس دنیا کو ختم کر دیا جائے گا اور قیامت قائم ہوگی، اس دن سارے انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور ان کی دنیا کی زندگی کے ایک ایک عمل کا حساب لیا جائے گا، آخرت کا دن دنیا کے پچاس ہزار سالوں کے برابر ہوگا، جو انسان اس دن کامیاب قرار دیا جائے گا، اس کا بدلہ اور انعام جنت میں دیا جائے گا اور جو ناکام قرار دیا جائے گا وہ جہنم کی آگ کے حوالہ کر دیا جائے گا، اس طرح اسلام انسانوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ دنیا عمل کرنے کی جگہ ہے اور آخرت نتیجہ، رزلٹ، بدلہ، اجر اور سزاء کی جگہ ہے، دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزاء ہے۔

عقیدۂ آخرت کے گمراہ تصورات

(۱) کچھ لوگوں کا خیال اور گمان ہے کہ انسانوں کے لئے دنیا ہی کی زندگی سب کچھ ہے، اس کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے، دنیا میں پیدا ہونا ہے، زندگی گذارنا اور پھر فناء ہو جانا ہے، اس پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

(۲) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ انسان مرنے کے بعد اپنے گناہوں کی وجہ سے دنیا میں مختلف روپ اور جسم لیکر بار بار جنم لیتا رہتا ہے، اس کو آواگون یا تناسخ کا عقیدہ بھی کہتے ہیں، اس پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔

(۳) بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم پیغمبروں، ولیوں اور بزرگوں کی اولاد ہیں، اس لئے

جنت صرف ہمارے لئے ہی ہے، اللہ ہمیں عذاب نہیں دے گا، اگر عذاب کا حکم ہوگا بھی تو ہمارے بزرگ جو اللہ کے دوست اور ولی ہیں وہ سفارش کر کے ہمیں بچالیں گے، اس پر ان کے پاس کوئی سند اور دلیل نہیں۔

(۴) بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے اکلوتے بیٹے ہیں، خدا نے انسانوں کے گناہ معاف کرنے کے لئے ان کی قربانی کی ہے، اس لئے جو انسان بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مان لے گا وہ آخرت میں نجات پا جائے گا، اس پر بھی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔

دوسری قومیں آخرت کے تعلق سے جو گمراہ عقائد اختیار کئے اس سے عقیدۂ آخرت بے معنیٰ ہو کر رہ گیا، ان عقائد سے انسان کی زندگی کے سدھرنے کا دور دور تک تصور ہی پیدا نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے وہ خدا کی اطاعت سے بہت دور ہوتے ہیں۔

عقیدۂ آخرت ہی سے ایمان کے تقاضے پورے کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے!

اسلامی ایمانیات کی پوری جان اور روح آخرت ہے، اگر ایمانی تعلیمات میں سے عقیدۂ آخرت کو نکال دیا جائے تو ایمانی عقیدہ بے جان اور بے روح ہو جائے گا، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت سارے مقامات پر اپنے اوپر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ آخرت پر ایمان رکھنے کی شرط بھی رکھی ہے، مگر خاص طور پر آخرت کا یقین پیدا کرنے پر زور دیا گیا، حالت ایمان میں عقیدۂ آخرت ہی ایمان بالرسالۃ اور ایمان بالکتب پر عمل کرواتا ہے، اگر عقیدۂ آخرت کمزور ہو یا اس میں شعور نہ ہو یا اس کا انکار ہو تو انسان اللہ کو مانتے ہوئے نہ اللہ کے احکام کی پرواہ کرتا ہے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا ضروری سمجھتا ہے، آخرت کا عقیدہ ہی اُسے اللہ کے احکام جان کر نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر اللہ کی اطاعت کے لئے مجبور کرتا ہے، اس لئے کہ انسان کو آخرت میں اللہ کے احکام کی نافرمانی پر سزا اور عذاب کا احساس دلاتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اللہ کی اطاعت و بندگی میں اجر و ثواب کا احساس زندہ رکھتا ہے، اگر آخرت کے عقیدہ کو ہٹا دیا جائے تو انسان اللہ کو برائے نام مانے گا اور اس کے احکام کو جانتے ہوئے اور رسولؐ کی تاکید اور طریقے کے باوجود اللہ کی اطاعت سے منہ موڑے گا، یہی عقیدۂ انسان کو قرآن وحدیث کے مطابق چلنے پر مجبور کرتا اور حساب کا احساس دلاتا ہے، اس لئے اسلامی ایمانیات میں آخرت کا عقیدہ نہ ہوتا تو انسان وحی اور رسالت پر عمل نہ کرتا تھا، وحی اور رسالت پر عمل کروانے آخرت کا عقیدہ ہونا لازمی اور ضروری تھا، عقیدۂ آخرت ہی انسان کی زندگی کے بناؤ اور بگاڑ پر بہت بڑا اثر رکھتا ہے، اس کے مضبوط ہونے سے انسان جنت کے راستہ پر چلتا ہے اور کمزور ہونے سے دوزخ کی راہ پر چلتا ہے۔

دنیا کے دوسرے مذاہب اللہ کو ماننے اور کتاب کی تعلیم تو دیتے ہیں مگر ان کے پاس آخرت کا عقیدہ کمزور اور بگاڑ کے ساتھ ہونے کی وجہ سے وہ نہ شرک سے بچتے اور نہ کتاب پر عمل کرتے اور نہ پیغمبر کے طریقوں کی پرواہ کرتے ہیں، وہ کتاب کی تعلیمات کو چھوڑ جی کی چاہتوں پر اللہ کی اطاعت کے طریقے بنالئے ہیں، ان کو مرنے بعد زندہ ہوکر حساب دینے کا تصور ہی نہیں۔

آخرت کا انکار کرنے والے صرف عقل پر بھروسہ کرتے ہیں!

جو لوگ آخرت کا انکار کر کے دنیا ہی کی زندگی کو سب کچھ سمجھتے ہیں، اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ صرف اپنی عقل اور حواس پر ہی بھروسہ کر کے نظر آنے والی چیزوں کا یقین کر لیتے ہیں ان کے پاس آخرت کے انکار کی کوئی دلیل نہیں ہے، وہ حواس اور عقل پر مکمل بھروسہ کر کے یہ دیکھتے ہیں کہ انسان مرجانے کے بعد یا تو دفن کر دیا جاتا ہے یا جلا دیا

جاتا ہے یا ڈوب کر پانی میں غرق ہو جاتا ہے، سمندری جانور اُسے کھا لیتے ہیں یا گِدوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے، جب وہ مٹی میں دفن کر دیا جاتا ہے تو ریزہ ریزہ ہو کر گل سڑ جاتا اور مٹی اس کے جسم کو پوری طرح کھا جاتی ہے یا جلا دیا جاتا ہے تو راکھ کا ڈھیر بنا کر پانی میں بہا دیا جاتا ہے اور فناء ہو جاتا ہے، اس طرح جسم کو جلا دینے یا دفن کر دینے کے بعد انسان پھر باقی ہی نہیں رہتا، اس لئے دوبارہ زندگی کا یا زندہ ہونے کا سوال ہی غلط ہے، وہ دیکھتے ہیں کہ انسان، درخت، پودے، جانور پیدا ہونے کا باقاعدہ ایک سسٹم اور نظام ہے، وہ اصول اور ضابطہ سے پیدا ہوتے ہیں، اچانک چمکار سے کوئی پیدا نہیں ہوتا، پھر ان کی نگاہوں میں کوئی بھی انسان کہیں پر بھی مر کر دوبارہ زندہ ہوتا ہوا نظر ہی نہیں آتا، اس لئے وہ دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کر دیتے ہیں، ان کی نظر میں دفن کر دینے یا جلا دینے کے بعد انسان کا وجود پوری طرح ختم ہو جاتا ہے، اس لئے وہ اپنی عقل اور حواس پر بھروسہ کر کے، بیوقوفی اور نادانی سے یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا کی زندگی ہی انسانوں کے لئے سب کچھ ہے، اس کے بعد کوئی زندگی نہیں، اس گمان پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

دوسری وجہ آخرت کا انکار کرنے والے انسانوں کی یہ ہوتی ہے کہ ایمان سے دوری اور اللہ کی پہچان نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنی عقل سے یہ تصور قائم کر لیتے ہیں کہ کائنات میں اللہ نے جانداروں کی پیدائش اور وجود میں آنے کے لئے جو طریقے بنائے ہیں جو فطرت رکھی ہے اس سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ نہیں کر سکتا، وہ اللہ کو اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، کہ اللہ ہر چیز پر ہر طرح سے قادر ہے نہیں سمجھتے، وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ نے جو دنیا میں قانونِ فطرت بنایا ہے اس کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا، انسان کو آخرت کا عقیدہ ماننے کے لئے اللہ کی قدرت سے واقف ہونا بہت ضروری ہے کہ وہ جہاں جیسا چاہے جو چاہے کر سکتا ہے، اس نے قرآن مجید میں اصحابِ کہف کا واقعہ بیان کر کے بتلایا کہ وہ جو ضابطۂ زندگی بنایا ہے، اس کے خلاف تین سو سالوں تک انسانوں کو نیند دے کر زندہ رکھ سکتا ہے، وہ حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں بند کر کے بغیر ہوا، پانی اور غذا

کے زندہ رکھا، وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کو فطرت سے ہٹ کر سانپ بنا دیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی میں خلاف فطرت یہ اثر دیا کہ دریا کا پانی راستہ بن کر دونوں طرف ٹھہر گیا، حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو خلاف فطرت چٹان میں سے نکالا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسم کے ساتھ فطرت کے خلاف اٹھا کر بغیر ہوا پانی زمینی غذاء کے زندہ رکھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خلاف فطرت بغیر باپ کے ماں سے پیدا کیا، اس نے اپنے بندوں کو یہ بھی تعلیم دی کہ وہ اپنے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردوں کو زندہ کرکے ان سے بات کرنے اور مٹی کے پرندے بنا کر ان میں پھونک مارنے سے اڑنے کی صلاحیت عطا کی، پیغمبروں کو پرندوں اور جانوروں سے بات کرنے کی صلاحیت عطا کی تو کیا وہ خالق اور مالک ہوتے ہوئے مردہ انسانوں کو دوبارہ زندہ نہیں کرسکتا؟ جب وہ بندوں کو پیدا کر چکا تو ان کے وجود میں آجانے کے بعد ان کو دوبارہ پیدا کرنا اس کے لئے مشکل کیوں ہوگا؟ جب وہ اپنے بندوں میں مردوں کو زندہ کرنے کی صلاحیت دیتا ہے، تو وہ خود زندہ کیوں نہیں کرسکتا؟ انسان عقل وفہم سے کام لے، صرف جانوروں کی طرح آنکھوں کا استعمال نہ کرے۔

آخرت کے منکرین کو چاہئے کہ عقل کا استعمال کرکے غور کریں!

آخرت کا انکار کرنے والے اپنی عقل کا صحیح استعمال کرکے یہ غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو دو چیزیں عطا فرمائی ہیں، ایک جسم اور دوسری روح اور ان دونوں میں روح اصل ہے، روح کے تمام کارنامے اور اعمال جسم کے اعضاء سے ظاہر ہوتے ہیں، روح کے اچھے وبُرے اعمال کی وجہ سے ظاہر ہوتے ہیں، انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے، روح اصل سوار ہے اور جسم اس کی سواری ہے۔

☆☆☆☆☆

نیند دوبارہ زندہ ہونے کی بہت بڑی مثال ہے!

☆ انسانوں کو اللہ تعالیٰ ہر روز نیند کے ذریعہ چھوٹی موت دیتا ہے اور پھر دوبارہ زندہ کر دیتا ہے، بعض کو حالت نیند کے بعد پھر دنیا میں واپس نہیں بھیجتا، انسان ہر روز کچھ گھنٹوں کے لئے نیند کے ذریعہ گویا موت کے حوالے ہو کر سو جاتا، بیہوش ہو جاتا یا دنیا سے بالکل غافل بن جاتا ہے، اللہ نے انسانوں کو بھی یہ صلاحیت دی کہ وہ کسی کے جسم کا آپریشن کریں تو اس کو بیہوش کر کے کچھ گھنٹوں کے لئے موت کی نیند سلا دیں، مگر چونکہ انسان کی روح اس کے جسم کے اندر موجود ہوتی ہے، پھر وہ دوبارہ یا ہر روز صبح زندہ ہو جاتا ہے، گویا وہ ہر روز تھوڑی دیر کے لئے موت کے حوالے ہو جاتا ہے، اسی لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نیند کو موت کی بہن فرمایا، اس کی زندگی چونکہ دنیا میں باقی رہتی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ اس کو پھر دنیا میں واپس بھیج دیتا ہے، مگر جب انسان کی زندگی کا وقت ختم ہو جاتا ہے تو اس کو لمبی نیند کے ذریعہ دنیا سے منتقل کرنے کے لئے موت طاری کر دیتا ہے اور اس کے جسم سے روح نکال لیتا ہے اور وہ انسان دنیا کے اعتبار سے مر کر دوسری دنیا (آخرت) میں جسم کو چھوڑ کر منتقل ہو جاتا ہے، اس کو ہلانے اور جگانے سے وہ پھر ہوش میں نہیں آتا، یہ نیند موت کے نام سے لمبی نیند ہوتی ہے جو انسان کو دنیا سے آخرت میں لے جاتی ہے، گویا انسان اس نیند کے ذریعہ اپنی جگہ بدل لیتا اور اس دنیا سے دوسری دنیا میں منتقل ہو جاتا ہے۔

انسان کو جسم سے نہیں روح سے مانا جاتا ہے!

انسان کو دنیا میں جسم کے ساتھ ساتھ روح ہونے پر ہی مانا جاتا ہے، روح رکھنے والے انسان کو عزت دی جاتی ہے، اس سے گفتگو کی جاتی، تعلقات قائم کئے جاتے، اس سے کام لیا جاتا ہے، جب انسان کی روح نکل جاتی ہے اور وہ اصلی موت کے حوالے ہو جاتا ہے تو لوگ نہ اس سے بات کرتے ہیں نہ کام لیتے اور قریب جانے سے ڈرتے

ہیں، اس کو مردہ کہتے ہیں، روح نکل جانے کے بعد کوئی بھی اس کو اس کے نام سے یہ نہیں کہتا کہ یہ فلاں شخص ہے، بلکہ ہر کوئی یہ کہتا ہے کہ یہ فلاں شخص کی لاش ہے، یا فلاں شخص کی میت اور جسم ہے، اس کا انتقال ہو چکا ہے، گویا یہ اس دنیا سے دوسری دنیا یعنی آخرت میں منتقل ہو گیا، اس کا وجود باوجود جسم ہونے کے دنیا میں نہیں ہے، روح چلی جانے کے بعد اس کی بیوی دوسری شادی کر لیتی ہے، مال و دولت پر دوسرے مالک بن جاتے ہیں، اس کا عہدہ اور کرسی پر دوسرے آ جاتے ہیں، اس سے ثابت ہوا کہ روح اصل ہے، جسم کا نام انسان نہیں، انسان اصل میں وہ تھا جس جسم میں روح موجود تھی۔

اسی طرح اگر کسی انسان کا ہاتھ یا پیر کاٹ دیا جائے تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ فلاں انسان کا کٹا ہوا ہاتھ یا پیر ہے، کوئی بھی ہاتھ یا پیر کو انسان نہیں کہتے، اسی طرح ہاتھ یا پیر کاٹنے سے انسان ختم نہیں ہو جاتا باقی رہتا ہے، اس لئے کہ باقی اعضاء میں روح رہتی ہے، کٹے ہوئے اعضاء کے باوجود وہ روح ہونے کی وجہ سے زندہ انسان مانا جاتا ہے، چاہے صرف دھڑ ہی رہ جائے، دنیا میں باپ بیٹے سے محبت کرتا ہے، بیٹے والدین سے محبت کرتے ہیں، بیوی شوہر اور شوہر بیوی ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، مگر مرنے کے فوراً بعد ہر کوئی بے انتہاء محبت رکھنے کے انہیں گڑھے میں ڈال دیتے یا جلا دیتے ہیں، اس لئے کہ وہ جانتے ہیں جو انسان باپ، بیٹا، بیوی، شوہر کی شکل میں جسم کے اندر موجود تھا وہ تو چلا گیا، جسم چونکہ مٹی کے اجزاء سے بنا تھا اس لئے اس کے سڑھنے سے پہلے اُسے جلدی سے دفن کر دیتے یا جلا دتے یا گِدھوں کو کھلا دیتے ہیں، وہ سب جانتے ہیں کہ جسم سے انسان نہیں، انسان تو روح کے ساتھ مانا جاتا ہے اور روح ہی اصل ہے۔

جسم کو جلا دینے یا دفن کر دینے سے انسان ختم نہیں ہو جاتا!

آخرت کا انکار کرنے والوں کو یہ بات بھی سمجھنا چاہئے کہ کیا دنیا میں موت آ جانے کے بعد جسم کو جلا دینے یا دفن کر دینے سے روح بھی فنا ہو جاتی ہے؟ جسم کو دفن

کرنے یا جلا دینے سے پہلے ہی روح جسم سے علاحدہ ہو جاتی ہے، ان کو غور کرنا چاہئے یا علم رکھنے والوں سے پوچھنا چاہئے کہ آخر جسم سے روح نکل کر کہاں چلی گئی، کیا ہم روح کو دفن کر سکتے یا جلا سکتے یا پکڑ سکتے ہیں؟ نہیں! پھر آخر جب روح باقی ہے اور زندہ ہے تو انسان زندہ اور باقی ہے، ختم اور فناء نہیں ہوا، اسلام یہ کہتا ہے کہ قیامت کے دن دوبارہ زندہ کی جائے گی اور اس کو نیا جسم دے کر اس کی دنیوی زندگی کا حساب کتاب دینا ہوگا، وہ قیامت قائم ہونے تک عالم برزخ میں علیین یا سجین میں رہے گی، اس لئے آخرت کا انکار انسان کی بیوقوفی نادانی اور کم عقلی اور گمراہی ہے، اگر انسان کو اس کا احساس رہے گا تو پھر وہ اپنی دنیا کی زندگی کو کامیابی کے راستہ پر چلائے گا۔

آخرت کا انکار کرنے والوں کو آخرت کا احساس دلانے کا طریقہ

بَلۡ تُؤۡثِرُونَ الۡحَيَاةَ الدُّنۡيَا ٥ وَالۡآخِرَةُ خَيۡرٌ وَأَبۡقَى ٥ (سورۃ الاعلیٰ:۱۶،۱۷)

لیکن تم لوگ تو دنیوی زندگی پسند کرتے ہو، حالانکہ آخرت کہیں اعلیٰ اور دائمی ہے۔

بے شعور اور غافل انسان جو آخرت کا انکار کرتے ہیں انہیں سوچنا چاہئے کہ:

(۱) وہ اس دنیا میں کہاں سے آئے، کیوں آئے اور کہاں جا رہے ہیں؟

(۲) ان کا دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہے؟

(۳) دنیا کی زندگی ہی سب کچھ ہے یا اس کے بعد کوئی زندگی ہے؟

(۴) یہاں انسان ہر روز موت کے ذریعہ کہاں غائب ہو رہے ہیں؟

(۵) دنیا میں نیکی اور گناہ کا تصور کیوں ہے اور کہاں سے آ گیا؟

(۶) کچھ لوگ نیکی پر چلتے ہیں اور کچھ برائی پر، کیا ان دونوں کی زندگی کا کچھ اجر و انعام اور سزا و بدلہ بھی ہے؟ کوئی حساب کتاب ہوگا یا نہیں؟

(۷) یہ عالم کیوں بنایا گیا؟ کس کے لئے بنایا گیا؟ پھر یہاں ہر چیز ایک نہ ایک دن فنا ہوتی نظر آ رہی ہے، آخر کیوں؟

(۸) کیا دنیا بھی ہمیشہ رہے گی یا فناء ہو جائے گی؟ جس طرح پیڑ، پودوں، جانوروں، دن رات، موسموں کی عمریں مقرر ہیں، اسی طرح کیا دنیا کی بھی عمر مقرر ہے؟

(۹) یہ وقت اتنی تیزی سے کہاں بھاگا جا رہا ہے؟

(۱۰) دنیا کی تمام چیزوں کو کچھ ذمہ داری دی گئی ہے؟ کیا میری بھی کچھ ذمہ داری ہے یا میں غیر ذمہ دار ہوں؟

یہ تمام سوالات سے انسان کی زندگی کا خاص تعلق ہے، اسی سے اس کی زندگی سدھرتی یا بگڑتی ہے، کائنات اپنی منزل کی طرف تیزی سے بڑھ رہی ہے، دنیا کی کوئی حکومت اس کی رفتار کو روک نہیں سکتی، اس منزل کا نام ہی آخرت ہے، جب انسان آخرت کو سمجھے گا تو اس کو ان تمام سوالات کے جوابات آسانی سے مل جائیں گے، جو لوگ ان سوالات کے جوابات جان کر صحیح زندگی نہیں گذارتے وہ دنیا سے ناکام اور جہنم کی طرف چلتے ہیں، اور جو ان سوالات کے جوابات جان کر اپنی زندگی کی تعمیر کرتے ہیں وہ جنت کی طرف چلتے ہیں، ان سوالات کے جوابات دنیا کے دوسرے مذاہب میں یا تو نہیں ہیں یا غلط دئے گئے ہیں، جس سے انسان گمراہ ہو گیا، سوائے اسلام کے کوئی مذہب ان سوالات کا صحیح جواب نہ دے سکا، یہ سارے سوالات کے جوابات قرآن مجید جو اللہ کی آخری وحی ہے اس وحی کے ذریعہ دئے گئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث کے ذریعہ سمجھایا ہے، اسلام جو تصورِ آخرت دیتا ہے اس میں کوئی بات بھی عقل اور فہم کے خلاف نہیں ہے، آخرت کو سمجھنے سے یہ احساس ہوتا ہے کہ دنیا بے مقصد نہیں با مقصد بنائی گئی ہے اور آخرت رکھ کر انسانوں کو ترقی اور بلندی حاصل کرنے کے مواقع دئے گئے ہیں۔

☆☆☆☆☆

عقیدۂ آخرت پر صرف ایمان ہی کافی نہیں یقین بھی پیدا کرنا ہوگا!

اسلام کے عقیدہ ایمان میں آخرت کا عقیدہ جان اور روح کی مانند ہے، اس لئے اس پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ یقین پیدا کرنے کی تاکید کی گئی ہے، انسان کو اگر کوئی چیز نظر نہ آ رہی ہو تو اس چیز کا یقین اس کی مختلف علامتوں اور نشانیوں کو دیکھنے سے پیدا ہوتا ہے، چنانچہ آخرت کے یقین کے لئے حسب ذیل باتوں کو ذہن نشین کیجئے:

(۱) انسان کا دنیا سے موت کے حوالے ہو جانا اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ یہ دنیا اصل نہیں، مختصر اور عارضی ہے، ہر انسان کو ایک نہ ایک دن یہاں سے جانا ہوگا، ہر انسان موت کے ذریعہ آگے جا رہا ہے۔

(۲) دنیا کا آرام اور دنیا کی مصیبت ہمیشہ ہمیشہ کی نہیں، وقتی اور عارضی ہے، آتی جاتی رہتی ہے، دنیا کا آرام اور دنیا کی تکلیف کامیابی و ناکامی کی علامت نہیں۔

(۳) دنیا کی ہر چیز کی ایک عمر مقرر ہے وہ ایک وقت کے بعد دنیا سے ختم ہو رہی ہے، اسی طرح کائنات کی بھی عمر مقرر ہے، وہ بھی اپنی مدت ختم ہونے کے بعد ختم کر دی جائے گی، مثلاً وقت تیزی سے دوڑ رہا ہے، دن رات آتے رہتے ہیں، درخت، جانور سب ختم ہوتے رہتے ہیں۔

(۴) دنیا کی زندگی میں نیکی اور برائی برابر نہیں، ان کا حساب ہونا اور ان پر ثواب اور سزاء ملنا ضروری ہے، دنیا میں نیکی اور برائی کا اجر و ثواب بدلہ نہیں ملتا، ظالم کو ظلم کی سزاء اور نیک کو نیکی کا اجر ملنا چاہئے، اس کے لئے انصاف کے دن کا ہونا ضروری ہے۔

(۵) دنیا کی ہر چیز جوڑا جوڑا ہے، اسی طرح دنیا کا جوڑا ہونا ضروری ہے۔

(۶) دنیا کی ہر چیز اپنا اثر اور نتیجہ ظاہر کرتی ہے، کسی کے اثرات جلدی اور کسی کے دیر سے ظاہر ہوتے ہیں، اسی طرح اچھے اور برے اعمال کے نتائج جو دنیا میں ظاہر نہیں ہوتے ان کا ظاہر ہونا ضروری ہے۔

(۷) جب دنیا کی ہر چیز مقصد کے تحت پیدا کی گئی تو انسان کی زندگی کا بھی مقصد ہونا ضروری ہے، اگر انسان عمل کرنے کے بعد ان کا حساب نہ لیا جائے تو دنیا بے مقصد اندھی نگر چوپٹ راج کی مانند ہو جائے گی، اس لئے آخرت کا ہونا یقینی ہے۔

☆ اسی یقین کے پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو زمین کی مثال دی ہے کہ وہ ہر گرما کے موسم میں مردہ ہو جاتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ اُسے برسات میں زندہ کرتا ہے۔

☆ اس پر پڑے ہوئے کئی سالوں کے مردہ بیج زندہ ہو کر لہلہاتے کھیتوں میں تبدیل ہو کر سبزہ زار ہو جاتے ان میں جان پیدا ہو جاتی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ ہر روز پانی کو بخارات بنا کر اُڑاتا پھر پانی میں تبدیل کرتا ہے۔

☆ پانی کو برف بنا کر اُڑاتا، پھر برف کو پانی بنا دیتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ ہر روز دن کو ختم کر کے رات لاتا پھر رات کو ختم کر کے دن لاتا ہے۔

☆ سورج اور چاند کو ہر روز طلوع وغروب کر کے پھر طلوع وغروب کرتا ہے۔

☆ درختوں کے پتوں اور ڈالیوں کو بار بار پیدا کرتا رہتا ہے۔

☆ اس نے جو جانور ہاتھی، گھوڑا، اونٹ، بکری حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں پیدا کیا تھا آج ہزاروں سال گذر جانے کے باوجود ویسے ہی ہاتھی، گھوڑا، اونٹ اور بکری پیدا کر رہا ہے، ان کی شکل وصورت، جسامت اور فطرت میں رتی برابر فرق نہیں۔

☆ اللہ نے شروع زمانہ میں جو چاول گیہوں، ترکاریاں، میوے پیدا کئے تھے ویسا ہی وہی مزا اور وہی صورت اور وہی رنگ کے بالکل ویسے ہی آج بھی پیدا کر رہا ہے۔

☆ وہ جانداروں کو ہر روز مختلف زمین سے نکلنے والی بے جان غذاؤں اور پھلوں کو کھلاتا ہے، انسانوں کو غور کرنا چاہئے کہ کیا چاول میں جان ہے؟ کیا گیہوں میں جان ہے؟ کیا دالوں اور ترکاریوں میں جان ہے؟ کیا گھاس میں جان ہے؟ بعض جانور تو سوکھی گھاس مردہ گھاس کھاتے ہیں، کیا پھلوں میں جان ہے؟ پھر یہ تمام بے جان چیزیں جانداروں کو ہر روز کھلا کر ان کو دیکھنے سننے، چلنے پھرنے اور دوڑنے کی طاقت

کیسے دے رہا ہے؟ جب وہ بے جان چیزیں کھلا کر انسان اور جانوروں کو جاندار بنا رہا ہے تو مرنے والے مردہ انسان کو زندہ کرنا اس کے لئے مشکل کیوں ہوسکتا ہے؟ وہ مردہ بیج سے زندہ درخت نکالتا ہے، انڈوں سے زندہ بچے نکالتا ہے۔

☆ وہ جب ہواؤں کے ذرات، پانی کے ذرات، غذاؤں کے ذرات، معدنیات کے ذرات، مٹی اور کھاد کے ذرات سے جانداروں میں جان پیدا کرسکتا ہے تو کیا بے جان مردہ کے ہوا، پانی اور مٹی میں پھیلے ہوئے ذرات کو ایک جگہ کر کے دوبارہ زندہ نہیں کرسکتا؟

☆ غرض دنیا میں بہت ساری مٹتی رہنے والی چیزوں کے بعد پھر دوبارہ سالہا سال سے ویسی ہی چیزیں جب اللہ تعالیٰ پیدا فرمارہا ہے تو انسان کو دوبارہ زندہ کرنا اس کے لئے مشکل کیوں ہوگا؟ اس کی قدرت کا یہ عالم ہے کہ وہ جانوروں میں جو فطرت بنائی ان کے بچوں میں وہی فطرت ہزاروں سالوں سے پیدا فرمارہا ہے، ہزاروں سالوں سے کسی جانور کی آواز نہیں بدلی، کسی جانور کا قد نہیں بدلا، کسی جانور کی شکل وصورت نہیں بدلی، اسی عقیدۂ آخرت کا یقین پیدا کرنے کے لئے قرآن مجید میں اصحاب کہف کا واقعہ بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ تین سو سال سے زیادہ نیند دے سکتا اور پھر حکومت بدل جانے، مذہب بدل جانے، سکہ تبدیل ہوجانے کا احساس کرائے بغیر اصحاب کہف کو نیند سے تندرست جگا سکتا ہے اور ان کو صرف چند گھنٹے سونے کا احساس دلا سکتا ہے، چنانچہ قیامت تک آنے والے انسانوں کو یہ تعلیم دی گئی کہ جس طرح اللہ نے اصحاب کہف کو برسوں سلا کر ان کے جسم کو محفوظ رکھ کر پھر دوبارہ زندہ کیا، اسی طرح وہ انسانوں کو جسم کے نہ ہونے کے باوجود دوبارہ زندہ کرے گا، یہ کام اس کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہونا اور مردوں کو زندہ کر کے بات کرنا اور مٹی کے پرندوں میں پھونک مارنے سے جان پیدا ہوجانا، کوڑھی کو اصلی جلد پر لانا، اس کے ذریعہ بندوں کو یہ تعلیم دی گئی کہ جو اللہ بغیر باپ کے بچہ پیدا کرسکتا ہے، جو اپنے ایک بندہ کو مردہ کو زندہ کرنا اور مٹی کے پرندوں میں اس کی پھونک کے ذریعہ جاندار

بنانے کی صلاحیت دے سکتا ہے اور اس کے ہاتھ پھیرنے پر جلد کو اصلی حالت پر واپس لانے کی صلاحیت دے سکتا ہے تو کیا وہ خود مردہ، جلے، سڑھے گلے، راکھ بن جانے والے مردہ انسانوں کو پھر دوبارہ زندہ کیوں نہیں کرسکتا؟ آخر انسان اس بات کو کیوں ناممکن سمجھتا ہے؟ اللہ کے لئے کوئی چیز بھی ناممکن نہیں، وہ تو ہر طرح سے ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے، مومن کو عقیدۂ آخرت کا یقین ایسا ہو جیسے آنکھ سے دیکھ کر اور ہاتھ سے چھوکر یقین کیا جاتا ہے، آخرت پر یقین رکھنے والا مومن ایک ذمہ دار انسان ہوتا ہے، وہ ایک طرف خدا کا حق ادا کرتا ہے تو دوسری طرف بندوں کا بھی حق ادا کرتا ہے، اس کا کردار اور عمل ظاہر کرتا ہے کہ وہ آخرت کی فکر رکھتا ہے یا آخرت سے غافل ہے۔

موت یاد رہے تو آخرت کا یقین دماغ پر چھایا رہتا ہے!

دنیا کے تمام انسان مسلم اور غیر مسلم موت کا علم تو رکھتے ہیں مگر موت پر یقین مضبوط نہ ہونے کی وجہ سے غفلت و نافرمانی، بے راہ روی کی زندگی گذارتے ہیں، اکثر مسلمان قرآن وحدیث میں سکرات، قبر (برزخ) میدان حشر، جنت و دوزخ کے حالات سن کر بھی موت کے یقین میں کمزور ہوتے ہیں، بہت سے لوگ ایسے کام کرتے ہیں جنہیں دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہیں کبھی مرنا ہی نہیں ہے، وہ لوگوں کو مرتا ہوا دیکھ کر بھی موت کے یقین میں کمزور ہوتے ہیں، اگر انسان موت کے علم کے ساتھ ساتھ موت کے یقین کو مضبوط کرلے تو اس پر آخرت کی فکر غلبہ پاتی ہے اور وہ دنیا کا ہر کام آخرت کو سامنے رکھ کر کرتا رہتا ہے۔

ایک ہوتا ہے علم یعنی کسی چیز کے بارے میں جاننا، معلومات حاصل کرنا، دوسرا ہوتا ہے اس کا یقین مضبوط کرنا، اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کے پہلے رکوع میں غیب پر ایمان لانے کی تاکید کی ہے، غیب میں عقیدۂ آخرت بھی آچکا ہے، مگر پھر دو تین آیات کے بعد خاص طور پر آخرت پر بھی یقین پیدا کرنے کی تاکید کی ہے، اس یقین کی کیفیت کو کیسے سمجھا

جائے؟ ایک مثال سے سمجھئے:

ایک مسلمان بادشاہ جو دنیادار تھا نفسانی خواہشات کے ساتھ زندگی گذارتا تھا، اس نے اپنی حکومت میں کچھ اللہ والوں کو اپنے دربار میں بلایا اور کہا کہ آپ لوگ عوام کو عیش و عشرت اور نفسانی خواہشات سے روک کر دنیا سے دور کرتے ہیں، ان کو دنیا کے مزے لوٹنے سے روکتے ہیں، میں آپ لوگوں کو تین دن کی مہلت دیتا ہوں کہ یہ کام چھوڑ دیں اور لوگوں کو دنیا کی لذتیں اور عیش حاصل کرنے دیں، اگر آپ لوگ میری بات پر راضی ہو جائیں گے تو میں آپ لوگوں کی ہر خواہش پوری کروں گا، ورنہ قتل کردوں گا، ان بزرگوں نے دور اندیشی سے کام لے کر بادشاہ سے پکا وعدہ کرلیا اور کچھ مہلت مانگی، پہلے زمانوں میں بادشاہ وعدے کے پکے ہوتے تھے، بادشاہ نے پکا وعدہ کردیا تو ان بزرگوں نے مہلت کے بعد آ کر کہا کہ ہم اپنا کام بند کردیں گے اور لوگوں کو دنیا کے لہو لعب اور نفسانی خواہشات سے نہیں روکیں گے، مگر ایک شرط کے ساتھ، وہ یہ کہ ایک ہفتہ کے لئے ہمیں حکومت دیدی جائے، بادشاہ نے فوراً مان لیا اور حکومت ان کے حوالے کر کے خود عام رعایا کی طرح ایک چھوٹے سے مکان میں چلا گیا، ان بزرگوں نے سوچا کہ یہ جو عوام میں گناہ اور نفسانی خواہشات کے جتنے کام ہو رہے ہیں اس کی اصل خرابی بادشاہ کی کمزوری ہے، جو عوام کو چھوٹ دے کر آوارہ زندگی کی اجازت پر اجازت دے رہا ہے، اب ہمیں منع کر کے پوری طرح دنیا میں آزاد زندگی کی اجازت دینا چاہتا ہے، لہٰذا انہوں نے بادشاہ کو فوراً گرفتار کر کے قید کرنے اور دوسرے دن مغرب کے بعد قتل کرنے کا حکم دے دیا، اس کو اس کی اطلاع بھی دیدی، اور پھر قید خانہ میں اس کے پسند کے کھانے اور عمدہ لباس رکھ دئے تاکہ وہ اپنی شان کے ساتھ اپنا باقی وقت گذار لے، ایک جانماز اور قرآن بھی وہاں رکھ دیا، دوسرے دن جب اس کو قتل کرنے کے لئے جیل سے لایا جانے لگا تو دیکھا کہ اس کی دونوں آنکھیں اور چہرہ سوجا ہوا ہے اور وہ عمدہ غذائیں جیسی کی ویسی ہی رکھی ہوئی ہیں، وہ عمدہ لباس کے بجائے پُرانے کپڑے ہی پہنا ہوا ہے، پوچھا: کیا ماجرا ہے؟ تو بادشاہ نے کہا: جب

آپ لوگ مجھے قید کر کے دوسرے دن قتل کا حکم دے دئے اس وقت سے مجھے موت سامنے نظر آرہی ہے اور وقت کی گنتی کرتے ہوئے اللہ سے رو رو کر معافی مانگ رہا ہوں، قرآن پڑھ کر خوب رو رہا ہوں، نہ مجھے بھوک کا احساس اور نہ غذاء میرے حلق کے نیچے اتر سکتی ہے اور نہ مجھے عمدہ لباس پہننے کا احساس ستایا، آج تک مجھے موت کا علم تو تھا مگر قتل کا حکم سننے کے بعد اس کا یقین ہی یقین چھا گیا، بزرگوں نے کہا کہ اب ہم آپ کو حکومت واپس کرتے ہیں ، ہم لوگوں کو برائی اور گناہ سے روکنے اور دنیا کی برائیوں سے دور رہنے کی تلقین صرف آخرت میں عمدہ اور اعلیٰ زندگی حاصل کرنے کے لئے کرتے ہیں، آپ پہلے موت کا علم رکھتے تھے اس کا یقین نہیں رکھتے تھے، انشاء اللہ اب آپ موت کے یقین سے گناہ کی طرف رغبت نہیں کریں گے اور نہ عوام کو گناہ کی طرف جانے دیں گے۔

آگ کا علم آگ سے بچنے کا یقین پیدا کرتا ہے، زہر کا علم زہر کھانے سے موت کا یقین دلاتا ہے، زہریلے جانوروں کا علم قریب جانے سے کاٹنے کا یقین دلاتا ہے، پانی کا علم پانی میں ڈوبنے کا یقین دلاتا ہے، اسی طرح گناہ کا علم جہنم کی سزاء کا یقین دلاتا ہے۔

دنیا کا وجود آخرت کا یقین دلاتا ہے، یہ دنیا کی اصل روح آخرت ہے، دنیا میں جو چیز چھپی ہوئی ہے وہ آخرت ہی ہے، انسان کو آخرت ہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

اللہ نے دنیا کی چیزوں میں شکلیں بدلنے کا طریقہ رکھا ہے، بیج اور گٹھلی بظاہر مردہ معلوم ہوتے ہیں مگر وہ اپنی شکل بدل کر پودے اور درخت میں تبدیل ہوجاتے ہیں، پھر ان درختوں میں کلیاں، پھول، پھل، لکڑی، پتے چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔

اسی طرح دنیا میں آخرت چھپی ہوئی ہے، جو بعد میں آخرت میں جا کر جنت یا جہنم بن جائے گی، جس طرح دنیا میں رات کے بعد دن آتا ہے، گرمی کے بعد بارش کا موسم آتا ہے اسی طرح دنیا کا موسم ختم ہوتے ہی آخرت کا موسم شروع ہوگا، موت سے انسان صرف اپنا مقام بدل لیتا ہے، اگر دنیا کے بعد آخرت نہ ہوتی تو دنیا کی زندگی بیکار اور ناکارہ ہوجاتی، اس کا کوئی مقصد ہی نہ ہوتا۔

غور وفکر سے انسان میں یقین کی کیفیت پیدا ہوتی ہے!

جب تک انسان سائنس کا علم حاصل نہیں کیا تھا اس میں ترقی نہیں کی تھی وہ کسی بھی دعویٰ پر یقین نہیں کرتا تھا، چنانچہ اگر ایک صدی پہلے سائنس دان یہ دعویٰ کر دیتے کہ وہ ایک ایسا آلہ بنائیں گے جس کا نام ٹیلیفون ہوگا، جس سے دنیا کے ایک کونے میں بیٹھ کر دوسرے کونے میں بات کرسکیں گے، وہ ایک ایسا آلہ بنائیں گے جس کا نام ٹی وی ہوگا، جس میں دنیا کے کونے کونے کے مقامات گھر بیٹھے دن رات دیکھ سکیں گے، وہ ایک ایسا ہوائی جہاز بنائیں گے جو ہوا میں ہزاروں ٹن وزنی سامان اور انسانوں کو بیٹھا کر اُڑے گا، وہ ایک فیاکس مشین بنائیں گے جس سے ہواؤں کے ذریعہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر لیٹرس منٹوں میں بھیج سکیں گے، وہ انٹرنیٹ پر کیمرے کے ذریعہ دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں آمنے سامنے بیٹھ کر بات کرسکیں گے، تو ایک صدی پہلے کا انسان ان تمام دعوؤں کو غلط سمجھتا اور سائنس دانوں کو پاگل سمجھتا تھا، اور کہتا تھا کہ بھلا ایک معمولی کنکر ہوا میں ٹھہر نہیں سکتا، پھر ہزاروں ٹن وزنی جہاز کیسے اُڑ سکتا ہے؟ مگر آج سائنس کا علم پھیل گیا اور انسان سائنس دانوں کے ذریعہ بہت ساری غیر معمولی عقل میں نہ آنے والے کاموں کو دیکھ رہا ہے، اس لئے اب وہ سائنس کے اس دعوے کو کہ کلوننگ کے ذریعہ جانداروں کو پیدا کرے گا، انسان کی عمر میں اضافہ کے فارمولے تیار کرے گا تو اس زمانہ کے انسان ان کا یقین کر رہے ہیں، ہوائی جہاز اڑنے پر تعجب نہیں کرتے، انسانی سائنسدان اعلان کر دیں کہ فلاں سیارہ یا فلاں اسکائی لیاپ فلاں دن فلاں مقام پر گرنے والا ہے تو انسان آنکھیں بند کر کے یقین کرتا ہے، مگر اللہ کے حساب لینے پر کیوں یقین نہیں کرتا؟

بالکل اسی طرح انسان دنیا میں اللہ کی طرف سے جو جو چیزیں ہوتی ہوئی دیکھ رہا ہے اس کو وہ آخری نہ سمجھیں اور اپنی عقل پر اندھا بھروسہ کر کے یہ نہ کہیں کہ اللہ ہزاروں سال بعد انسانوں اور جنوں کو دوبارہ زندہ کر کے کیسے حساب لے گا؟ جیسے وہ آج سائنس

پر بھروسہ کر کے انکار نہیں کر رہا ہے ویسے ہی اللہ جو سائنس کا علم دیتا ہے اور جو ہر قسم کی قدرت رکھتا ہے اس کی بات کو مان لیں کہ اللہ نے آئندہ جو کچھ کرنے کا اظہار کیا ہے وہ سب ہو کر رہے گا، حقیقت میں خدا تو وہی ہوگا جس میں ہر قسم کی قدرت ہو، جو مجبور اور عاجز ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا، جو لوگ مرنے کے بعد زندہ ہونے کا انکار کرتے ہیں کل جب قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہوں گے تو قرآن کہتا ہے کہ وہ سوائے حسرت وافسوس اور رنج وغم کرتے رہیں گے اور اپنی ناکامی پر روئیں گے، اللہ تعالیٰ تو ہر روز ان کے سامنے اپنی قدرت کو ظاہر کر رہا ہے۔

☆ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو آخرت کا یقین ایسا پختہ اور مضبوط تھا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اگر جنت و دوزخ ہمارے سامنے لائی بھی جائے تو ان کے ایمان میں رتّی برابر اضافہ نہ ہوگا، کیونکہ وہ یقین کی آنکھوں سے پہلے ہی انہیں پوری طرح دیکھ چکے ہیں، اس لئے اکثر صحابہؓ شہید ہوتے وقت کہتے تھے کہ ''رب کعبہ کی قسم! ہم کامیاب ہو گئے!''

اللہ تعالیٰ علم بھی نازل کیا اور دنیا میں مثالیں بھی رکھا ہے، اس کے باوجود انسان اگر آخرت کا یقین نہ کرے تو یہ بہت بڑی گمراہی ہے، پانی میں ڈوبنے کا یقین پانی سے دور رکھتا ہے، سانپ کے کاٹنے اور زہر کا یقین سانپ سے دور رکھتا ہے، آگ سے جلنے کا یقین آگ سے دور رکھتا ہے، اسی طرح آخرت میں دوبارہ زندہ ہو کر حساب دینے اور آگ میں جلنے کا یقین گناہوں سے اور اللہ کی نافرمانی سے دور رکھتا ہے۔

دنیا میں اللہ تعالیٰ نے جنت وجہنم کے نمونے بھی رکھے ہیں!

اللہ تعالیٰ دنیا کی زندگی میں انسانوں کی ضرورتیں پوری کرنے اور جنت وجہنم کے نمونوں کو سمجھانے کے لئے بہت ساری چیزوں کو رکھا ہے، جس طرح غلوں اور اناج کی دُکانوں پر چاول اور گیہوں اور دالوں کے نمونے ڈبیوں میں رکھے ہوتے ہیں، اصل مال گودام میں ہوتا ہے، اسی طرح انسان ان جنت وجہنم کے نمونوں کو دیکھ کر اصل نعمتوں اور

عذاب کا اندازہ کسی قدر لگا سکتا ہے۔

☆ اندھیرا اور اُجالا جنت وجہنم کے نمونے ہیں، دوزخ میں اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا اور جنت میں فجر کے وقت جیسا خوشگوار موسم اور اُجالا ہوگا، مگر دنیا کا اندھیرا اور اُجالا اس کی برابری نہیں کر سکتا، نہ اس کی کوئی مثال دی جا سکتی ہے۔

☆ دنیا میں اللہ نے آگ رکھی ہے جو دوزخ کی آگ سے ۶۹ رڈگری تیزی میں کم ہے، اگر دوزخی کو دوزخ سے نکال کر دنیا کی آگ میں ڈال دیا جائے تو وہ آرام سے نیند لے لیگا۔

☆ دنیا میں اللہ نے بھوک اور پیاس رکھی ہے، دوزخ ایک ایسی جگہ ہے جہاں دوزخی کو بھوک ہی بھوک اور پیاس ہی پیاس لگے گی، مگر وہاں انگاروں کا کھانا اور تانبے کی طرح پگھلتا ہوا گرم پانی دیا جائے گا اس سے نہ بھوک ہی مرے گی اور نہ پیاس ہی بجھے گی، جنتی کو عمدہ عمدہ غذائیں عطاء کی جائیں گی۔

☆ دنیا میں موت رکھی گئی، جنت اور جہنم میں موت نہیں جہنمی کو جب سزاء دی جائے گی تو وہ خواہش کرے گا کہ موت آجائے، اس سے جلنے کی تکلیف دور ہونے کی آرزو کرے گا مگر وہاں موت نہیں آئے گی، جنتی کو ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی نعمتوں والی زندگی ملے گی وہاں وہ کبھی بوڑھا ہوگا نہ کمزور ہوگا نہ بیمار ہوگا، ہمیشہ جوان کا جوان رہے گا۔

☆ دنیا میں رنج وغم، افسوس وتکالیف اور راحت وسکون اور آرام رکھا گیا ہے، یہ دونوں نمونے جنت اور دوزخ کے ہیں، دوزخی ہمیشہ رنج وغم اور افسوس وتکالیف میں ہوگا، اس کو دنیا میں حق کا ساتھ نہ دینے اور حق کو اختیار نہ کرنے پر غم ہی غم اور رنج وافسوس ہوگا، جنتی ہمیشہ سکون، راحت واطمینان اور خوشی اور آرام میں ہوگا، اس کو کسی قسم کا وہاں رنج وغم نہ ہوگا اور نہ کسی قسم کی ذرا سی بھی تکلیف ہوگی۔

☆ دنیا میں اللہ نے سانپ بچھو، خطرناک زہریلے کیڑے رکھے ہیں جو دوزخ کے عذاب کے نمونے ہیں، دوزخی کو وہ ہمیشہ کاٹتے اور ڈستے رہیں گے، ان کا قد اونٹ اور خچر کے برابر ہوگا۔

☆ دنیا میں خوشبو، بہترین مزا، اچھی غذائیں اور تازگی رکھی اور اسی طرح بدبو، خون، پیپ اور سڑھان رکھی، جو جنت وجہنم کے نمونے ہیں، جنت میں انسان کے جسم کے پسینہ میں خوشبو ہوگی، وہ خوشبودار ڈکار لے گا، مگر دوزخ میں اندھیرے کے ساتھ بدبو، خون، پیپ جوزانی عورتوں اور مردوں کی شرمگاہوں سے نکلتا رہے گا وہ دوزخیوں کو پلایا جائے گا۔

☆ دنیا میں سردی اور گرمی دوزخ کے نمونے ہیں، دوزح میں آگ کے علاوہ سردی سے بھی عذاب دیا جائے گا، سردی کی وجہ سے جسم کا گوشت جھڑ جائے گا، آگ کی جلن سے جسم کا چمڑا بار بار جل جائے گا۔

☆ دنیا میں اللہ نے نوکر اور غلام رکھے ہیں، خدمت گذار رکھے ہیں، جنت میں بھی اللہ تعالیٰ خدام معصوم اور خوبصورت بچوں کو خدمت کے لئے رکھے گا، وہاں مردوں اور عورتوں کے لئے نیک اور صالح خوبصورت مرد اور عورتیں میاں بیوی ہوں گے، جس طرح اللہ نے دنیا میں خوبصورت باغات چمن، رنگین پرندے، مختلف مزیدار پھل، غذائیں اور مشروبات رکھی ہیں، اسی طرح اس سے ہزاروں گنا بڑے باغات، خوبصورت چمن، رنگین پرندے، مختلف ذائقوں کے پھل اور غذائیں اور مشروبات، پاکیزہ شراب، تیز رفتار سواریاں، سونے چاندی اور ہیرے جواہرات سے بنائے گئے عالیشان مکانات و محلات جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، شہد، دودھ کی نہریں، عمدہ اور خوبصورت آرام دہ فرنیچر، قالین، خوبصورتی بڑھانے والے بازار، تفریح گاہیں، مہمان نوازی کے لئے خوبصورت مناظر رکھا ہے۔

☆ سب سے اہم چیز جنتی کو اللہ تعالیٰ اس کے مرتبہ کے لحاظ سے اپنا دیدار عطا فرمائے گا، اور دوزخی کو اندھا رکھے گا اور دیدار سے محروم رکھے گا، انسان ان چیزوں کو ذہن میں رکھے گا تو اس کا یقین آخرت پر مضبوط ہوگا۔

☆☆☆☆☆

آخرت کا انکار کرنے والے خود اپنی حکومت میں اپنے قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سزائیں دیتے ہیں!

آخرت کا انکار کرنے والے جب زمین کے کسی قطعہ پر حکومت کرتے ہیں تو اپنے ذہن سے اپنی رعایا کے لئے قانون بناتے ہیں اور عوام کو اس قانون پر عمل کرنے کی تاکید کرتے ہیں، چور، ڈاکو، زانی اور غنڈہ گردی کرنے، لڑائی جھگڑا کرنے والوں، قتل وخون اور فساد کرنے والوں کو پکڑنے کے لئے پولیس، سی آئی ڈی، عدالت اور جیل کے محکمے بناتے ہیں اور قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کو پکڑ کر عدالتوں میں مقدمہ چلاتے ہیں اور مجرموں کو عدالتوں کے ذریعہ سزائیں دے کر جیل میں سالوں بند رکھتے ہیں اور طرح طرح کی تکالیف پہنچاتے ہیں، جو لوگ حکومت کے باغی ہوتے ہیں ان کو تو اپنے ملک میں رکھنا ہی نہیں چاہتے، گولی مار کر ختم کر دیتے ہیں، دیکھتے ہی شوٹ کر دیتے ہیں، اس کے برعکس جو ملازم وفادار ہوتے ہیں ان کو عزت اور حفاظت کے ساتھ رکھتے ہیں، زیادہ سے زیادہ آرام پہنچانے کے حکم جاری کرتے ہیں، مگر عجیب بات ہے کہ اللہ کی زمین پر رہ کر اللہ کی نعمتیں استعمال کر کے اللہ کے پاس جواب دینے اور سزاء وجزاء پانے کا انکار کرتے ہیں۔

انسانی ضمیر خود اسکو نیکی کی رغبت دلاتا اور برائی پر ملامت کرتا ہے!

یہ عقیدۂ آخرت کی بہت بڑی پہچان ہے کہ انسان کا ضمیر (نفس) انسانوں کو اچھے کاموں پر خوشی محسوس کرواتا اور بُرے اور گناہ کے کاموں پر ملامت کرتا ہے، جب انسان گناہ کرنے سے نہیں روکتا اور گناہوں ہی کا عاشق بن جاتا ہے تو وہ ملامت کرنا چھوڑ دیتا ہے، اگر اعمال میں نیکی اور برائی نہ ہوتی تو ضمیر یہ احساس کیوں دلاتا، ضمیر گویا اللہ کی عدالت میں پیش ہونے سے پہلے انسان کو گناہوں کا احساس دلاتا رہتا ہے، یہ کیفیت مسلم اور غیر

مسلم دونوں پر ہوتی ہے، یہاں تک کہ جو لوگ شرک کرتے، کفر کرتے، وہ بھی اپنے ضمیر کی پکار کی وجہ سے شرک اور کفر پر مطمئن نہیں رہتے، شرابی شراب کا نشہ اترنے کے بعد، زانی زنا کا اثر ختم ہونے کے بعد اپنے آپ کو ملامت کرتے ہیں، یہ تو اصل ضمیر ہی کی پکار ہے۔

انسان خود اپنے نوکر اور غلام کو اختیارات دے کر حساب لیتا ہے!

اللہ نے انسان کی یہ فطرت بنائی کہ جب وہ اپنے کسی غلام اور نوکر کو کچھ اختیارات دیتا ہے، روپیہ پیسہ دیتا ہے یا کاروبار حوالے کرتا ہے یا دفتر اور حکومت میں ملازم رکھتا ہے تو ان کے تمام اختیارات اور کاموں کی جانچ پڑتال کرتا ہے اور ان سے حساب لیتا ہے، بغیر حساب لئے، بغیر جانچ کئے نہیں چھوڑتا، اختیارات کے غلط استعمال پر یا روپیہ پیسے کے فراڈ کرنے پر یا احکام کی خلاف ورزی پر اور صحیح صحیح حساب نہ دینے پر نوکری سے علاحدہ کر دیتا ہے، اس سے پوری باز پرس کرتا ہے۔

بالکل اسی طرح جب اللہ تعالیٰ انسانوں کو تمام مخلوقات میں سب سے اعلیٰ اور عمدہ عقل و فہم دیا، اچھے بُرے کی تمیز دی، زمین پر مخلوقات کا سردار بنایا اور اپنی مختلف مخلوقات کو استعمال کرنے کی پوری آزادی و اختیار دیا اور دن و رات لاکھوں نعمتیں عطا کر رہا ہے اور انسان کو اپنی مرضی سے ایمان اختیار کرنے نہ کرنے کی آزادی عطاء فرمائی تو کیا وہ بغیر حساب لئے، بغیر پوچھ تاچھ کئے چیونٹی، کیڑے مکوڑوں کی طرح یونہی چھوڑ دے گا، نافرمانی، بغاوت اور ناشکری پر سزاء نہیں دے گا، بے شک وہ انسان اور جن کو جب با اختیار اور ذمہ دار بنایا ہے اور ان کو زندگی گذارنے کے احکام دئے ہیں تو وہ ضرور بالضرور حساب لے گا، اطاعت پر انعام دے گا اور نافرمانی و بغاوت پر سزاء دے گا، وہ انسانوں اور جنات کو دنیا میں جانوروں کی طرح بے اختیار اور غیر ذمہ دار بنا کر نہیں رکھا، بلکہ باقاعدہ با اختیار اور ذمہ دار بنا کر رکھا ہے اور وحی و رسالت کے ذریعہ انسانوں کو آخرت میں آنے سے پہلے ہی ان کی زندگی کی جانچ کرنے کی تعلیم دے رکھی ہے، مگر جو

انسان آخرت کا انکار کرتا ہے وہ اپنے آپ کو جانوروں کی طرح غیر ذمہ دار اور اختیارات سے دور تصور کر کے جانوروں جیسی آزاد زندگی گذار کر انسانی شکل میں جانور بنا رہتا ہے، جانوروں کو سزاء اور جزاء نہ دینا تو سمجھ میں آتا ہے کہ وہ غیر ذمہ دار ہیں، ان پر کسی چیز کی ذمہ داری نہیں، مگر انسان ذمہ دار ہو کر سزاء اور جزاء سے کیسے آزاد رہ سکتا ہے، وہ تو ذمہ دار بنا کر پیدا کیا گیا، اس کو اپنی ذمہ داری کا جواب دینا ہی ہوگا۔

زندگی میں سزاء وجزاء اور جوابدہی کے احساس ہی سے انسان وجن صحیح رخ پر چل سکتے ہیں

دنیا کی زندگی کے کاروبار میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک کنڈیکٹر کو چیکنگ کا ڈر چوری سے روکتا ہے، رشوت کھانے والوں کو اینٹی کرپشن والوں کے دھاوے رشوت لینے سے روکتے ہے، حکومت مختلف علاقوں میں چیک پوسٹ قائم کرتی ہے جس سے ناجائز چیزیں چیک پوسٹ پر چیک ہونے کے ڈر سے لوگ نہیں لیجاتے، پولیس کی چیکنگ سے لوگ ہتھیار رکھنے سے ڈرتے ہیں، ایرپورٹ پر سخت چیکنگ کی وجہ سے لوگ بغیر ویزا کے سفر نہیں کرتے اور سونا اور ممنوعہ سامان لانے سے ڈرتے ہیں، ہر محکمہ کی آڈِٹنگ ہوتی ہے، دوملکوں کی سرحدوں پر سخت چیکنگ ہونے سے لوگ اسمگلنگ کرنے سے ڈرتے ہیں، مگر یہ سب انسانی حکومتوں کی جانچ پڑتال ہے جو ناقص، ناکارہ اور کمزور ہوتی ہے، جہاں خود حکومت کے نمائندے رشوت لے کر مجرموں کی مدد کرتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ کی حکومت انسانی حکومتوں کی طرح ناقص نہیں، وہاں نہ کسی کو رشوت دی جاسکتی ہے اور نہ فرشتے اللہ کے ساتھ نافرمانی کر سکتے ہیں، وہاں آخرت کے چیک پوسٹ پر جھوٹ، دھوکہ بازی یا جعل سازی سے کام نہیں چل سکتا، دنیا کی چیکنگ اور آخرت کی جانچ میں کوئی مناسبت اور برابری ہی نہیں، وہاں جس کی بھی چیکنگ کی جائے گی بس سمجھ لو کہ وہ پھنس گیا، وہاں نہ

صرف اچھے برے اعمال ہی دیکھے جائیں گے بلکہ اعمال کرنے کی نیت بھی جانچی جائے گی، وہاں کا چیک پوسٹ دنیا کے چیک پوسٹ کی طرح اندھے بہروں کا چیک پوسٹ نہیں ہوگا، وہاں دنیا کی عدالتوں کی طرح جھوٹے گواہ لا کر چھٹکارا نہیں پایا جاسکتا اور نہ اللہ کو دھوکہ دیا جاسکتا ہے اور نہ اللہ سے کوئی چیز چھپائی جاسکتی ہے، وہاں کی جانچ اور فیصلہ ایسا زبردست ہوگا کہ مجرم خود اپنے آپ سے کہے گا کہ میں حقیقت میں مجرم ہوں، اللہ نے صحیح صحیح فیصلہ کیا ہے، کاش میں پیدا ہی نہ ہوتا! ایک مسلمان جب آخرت پر ایمان لاتا ہے تو اس کو مرنے کے بعد حساب دینے کا احساس اتنا ہی زیادہ رہتا ہے جتنا ایک نوکر کو اپنے آقا کا حساب لینا یاد رہتا ہے، وہ ہر کام کرتے وقت آخرت میں جوابدہی کے احساس سے اللہ کے حکم کو جاننے کی کوشش کرتا ہے، پھر منکر نکیر کے نامہ اعمال کو تیار کرنے پر نظر رکھتا ہے، پھر جہاں جس زمین پر عمل کر رہا ہے وہاں پر زمین کی گواہی اور تصویر کے اترنے کو یاد رکھتا ہے، قبر کے عذاب اور حشر کے میدان کی تکالیف پر نظر رکھتا ہے، پھر پل صراط کے سفر کو یاد رکھتا ہے، پھر جنت اور جہنم کے انعامات اور عذابات کا تصور رکھ کر عمل کرتا ہے اور وہ دنیا کی اتنی ہی فکر کرتا ہے جتنی اس کو یہاں زندگی گذارنا ہے، اور آخرت کی اتنی ہی طلب رکھے گا جتنا اس کو وہاں رہنا ہے، کبھی دنیا کی خاطر آخرت کو نظر انداز نہیں کرے گا آخرت کا نقصان کرکے دنیا حاصل نہیں کرے گا، وہ دنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری میں اپنا ایک ایک لمحہ گذارے گا، آخرت میں پکڑے جانے کے ڈر سے حق کا ساتھ دے گا، حق کو اختیار کرے گا، حلال وحرام میں تمیز کرے گا، دوزخ کی سزاؤں پر نظر رکھ کر کبھی زنا، شراب، سود، رشوت، جوڑے کی رقمیں، جوا، ریس، چوری، جھوٹے مقدمے، ناانصافی اور ظلم نہیں کرے گا، غلطی پر فوراً توبہ کے ذریعہ اللہ سے معافی مانگے گا، تاکہ آخرت میں پکڑ میں نہ آجائے، غرض کتاب الٰہی کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں زندگی گذارے گا وہ دنیا کو آخرت کی کھیتی سمجھے گا اور ہر وقت دنیا سے خوب آخرت کمانے کی فکر میں لگا رہے گا، اس کے سارے کام آخرت میں نفع پہنچانے والے بن جائیں گے۔

انسان اور جن ہر کام نفع اور نقصان پر نظر رکھ کر کرتے ہیں!

دنیا کی زندگی کے تمام کاموں میں اللہ نے انسان اور جن کی فطرت یہ بنائی کہ وہ ہر کام میں فائدہ، نفع، سکون وآرام، کامیابی وراحت، انعام، ترقی اور مزہ پر نظر رکھ کر اُسے کرنے کیلئے دوڑتے ہیں اور ہر وہ کام جس سے نقصان، ناکامی، پریشانی، مصیبت، بدنامی، تکلیف اور سزا ملتی ہے ان سے دور رہنا چاہتے ہیں، وہ زندگی کا ہر عمل یہی ذہن رکھ کر کرتے ہیں۔

اسلام نے انسانوں اور جنوں کی اسی فطرت کے مطابق آخرت کے عقیدہ کے ذریعہ ان کو اچھے اور بُرے کاموں کے نتائج سے خوب اچھی طرح واقف کروادیا، اسی واقفیت اور اس پر پختہ یقین کرنے سے ان کی زندگی کے سدھار کا بہت بڑا دارومدار ہے، قرآن مجید میں جگہ جگہ عقیدۂ آخرت کے ذریعہ میدان حشر، جنت وجہنم کے تذکرے بیان کر کے انسان اور جنوں کو آخرت کی تیاری کی تعلیم دی، اسی عقیدہ کے ذریعہ اللہ نے جنت میں ملنے والی نعمتیں، انعامات اور درجات، سکون وعیش، ترقی اور فوائد کو سمجھایا اور دوزخ میں ہونے والی جہنم کی سزاؤں، تکالیف، ناکامیوں، بے عزتی اور مصیبتوں کو سمجھایا، عقلمند، سمجھدار انسان ان نتائج کو جان کر ان پر پختہ ایمان رکھ کر اپنی زندگی کی تعمیر آخرت میں ترقی کے لئے کرتا ہے، بیوقوف انسان ان نتائج کو بھول کر یا انکار کر کے یا کمزور یقین رکھ کر آخرت کی سزاؤں کی پرواہ کئے بغیر آخرت سے غافل زندگی گذارتا ہے، اسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا: عقلمند اور سمجھدار وہ ہے جس نے اپنے نفس کو تابع بنالیا اور مرنے کے بعد کے اعمال کئے، احمق اور ناسمجھ وہ ہے جس نے اپنے نفس کو خواہشات کا پابند اور غلام بنالیا اور اللہ پر آرزو رکھتا ہے۔ (ترمذی)

انسان کی یہ فطرت بھی ہے کہ وہ پائیدار امن وخوشحالی کے لئے خوب محنت مجاہدے اور تکالیف ومشکلات اٹھاتا ہے، مثلاً علم حاصل کرنے خوب محنت کرتا ہے یا اپنی اولاد کو عمدہ تعلیم دلانے خود تکلیف اٹھاتا ہے، کسان کھیت پر سخت گرمی وسردی اور بارش میں محنت

کر کے غلہ واناج حاصل کرتا ہے، تاجر تجارت میں دن رات محنت کرتا اور خوب مال کماتا ہے، یہ سب لوگ جانتے ہیں کہ پہلے خوب محنت مجاہدے اور قربانی کرنے کے بعد ہی راحت وآرام نصیب ہوتا ہے، اسی طرح اس دنیا کی امتحانی زندگی میں اچھے اعمال کی محنت ومجاہدے کرنے کے بعد ہی آخرت میں سکون نصیب ہوسکتا ہے۔

انسان کی یہ بھی فطرت ہے کہ وہ دنیا کی زندگی میں جان بوجھ کر آگ میں نہیں کودتا، جانتے ہوئے زہر نہیں کھاتا اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہیں ڈالتا، ملازمت وہیں کرتا ہے جہاں اُسے مرتبہ ومقام اور دولت ملے، مگر افسوس ہے کہ غافل انسانوں پر وہ موت کو ہر روز دیکھتے ہوئے بھی آخرت کے تعلق سے جان بوجھ کر باپ دادا کی اندھی تقلید یا گمراہ انسانوں کی گمراہی میں آکر آخرت سے غافل بن کر گناہ میں مبتلا رہتے ہیں اور جہنم کا سودا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ انسانوں اور جنوں کو ڈنڈے کے زور پر یا صرف عذاب یا سزا کا احساس دلا کر ڈرا دھمکا کر اپنی اطاعت وغلامی نہیں کرانا چاہتے، جس طرح انسانی حکومت یکطرفہ طور پر اپنے سخت قانون سے ڈرا دھمکا کر اطاعت کرواتی ہے اور رعایا کو حکومت سے محبت نہ ہونے کے باوجود سزا اور جرمانوں کے ڈر سے وہ اطاعت کرتی ہے۔

مگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں اپنی محبت پیدا کروا کر اور ان کی غلطیوں کو بار بار معاف کر کے ان کی توبہ قبول کر کے ان کی نیکیوں پر اجر وانعام اور ترقی ودرجات دینے کا وعدہ کر کے اپنی اطاعت وبندگی کی تعلیم دیتا ہے اور احساس دلاتا ہے کہ وہ اپنے بندوں پر نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے، تاکہ بندے محبت اور چاہت کے ساتھ اس کی اطاعت کریں، وہ اپنے بندوں کو مہلت پر مہلت دیتا اور بار بار توبہ کے ذریعہ ان کو سنبھلنے اور سدھرنے کا موقع دیتا ہے، یکدم عذاب نازل نہیں کر دیتا، تاکہ وہ آخرت میں عذاب سے بچ جائیں، اس کے باوجود بندے اگر نافرمانی ہی نافرمانی کرتے رہیں تو دنیا کے اصول اور قاعدہ کے مطابق اچھائی کا اچھا اور برائی کا برا بدلہ دیتا ہے، گویا انسان اور جن خود اپنی محنتوں سے دنیا سے نیکی اور برائی کما کر لے جاتے ہیں۔

آخرت کا انکار کرنے والا بے لگام جانور بن کر پھرتا رہتا ہے!

جس انسان کا آخرت کا عقیدہ کمزور ہو یا نہ ہو تو وہ دیوانہ وار آخرت کو چھوڑ کر دنیا بنانے والے ہی کام کرے گا، اس کو نیکیوں سے گھبراہٹ اور گناہوں کی محبت ہوگی، اس کو گناہوں میں لذت، مزا اور عزت نظر آئے گی، وہ رشوت، سود، جوڑے کی رقم، ناجائز و حرام مال کھا کر اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھرنے کا انتظام کرے گا، وہ دنیا میں اہل حق کو ستائے گا، ان کو اللہ کی زمین پر رہنے نہیں دے گا، فساد برپا کرے گا، ان کی جان و مال لوٹ کر خوشیاں منائے گا، حق کو مٹانے کی کوشش کرے گا، شیطان کا ساتھی بن کر بدعات اختیار کر کے دین کی شکلیں بدلنا چاہے گا، اس کو توبہ کی فکر ہی نہیں ہوتی، قرآن مجید کے ہر ہر حکم کے خلاف چلتا ہے، لوگوں کو برائی سکھاتا ہے اور اچھائی سے روکتا ہے، وہ شراب، سود، زنا کے ذریعہ دنیا میں لذت محسوس کرتا ہے، وہ اپنی اور اپنے بچوں کی دنیا بنانے کے لئے دنیا جیسے بھی آئے سمیٹتا ہے، اس کو دنیا سے بہت محبت ہوتی ہے، دنیا کی خاطر جان و مال لُٹاتا ہے، وہ اپنی اولاد کی آخرت برباد کر کے ان کی دنیا کو سجاتا ہے، حرام طریقے اور جاہلانہ رسمیں اختیار کر کے اپنی خواہشات پوری کرتا ہے اور سنتوں کو زندگی کے تمام اعمال سے مٹاتا رہتا ہے، وہ سنت کے خلاف بدعت سے محبت کرتا ہے، غرض عقیدہ آخرت کمزور ہو یا اس میں شعور نہ ہو تو انسان ان تمام اعمالِ رذیلہ کا شکار ہو جاتا ہے، چنانچہ دنیا کے وہ ممالک جہاں عقیدۂ آخرت کا تصور ہی نہیں یا کمزور ہے، زنا کی عام اجازت ہے، حرام کاری سے حرام اولاد پیدا کی جاتی ہے، کفر، شرک، قتل و خون، غارتگری و چوری، شراب نوشی، جوا، ناچ، گانا بجانا، عورتوں کو ننگی حالتوں میں گھروں سے باہر نکالنا، فیشن، عریانیت، لوگوں کے گھروں کو شادی کے نام پر لوٹنا، سود، حرام کمائی کثرت سے ہے، وہ نیکی اور برائی کا تصور ہی نہیں رکھتے، وہ سمجھتے ہیں کہ نیکی اور گناہ کا تصور یہ سب انسانوں کے تصورات ہیں، حرام و حلال کوئی چیز نہیں، دنیا میں جتنی چیزیں رکھی گئی ہیں وہ سب انسانوں کے مزے اور عیش کے لئے

رکھی گئی ہیں، ہر چیز کا مزہ لینا اور عیش کرنا ہے، اس دو روزہ زندگی میں عیش کرنا اور پھر مر جانا ہے، جس طرح جانور آزاد زندگی گذارتے ہیں ہمیں بھی آزاد زندگی گذارنا چاہئے، دنیا تو عیش کرنے اور خواہشات پوری کرنے، مزے لوٹنے کی جگہ ہے، دولت جیسا چاہے کماؤ، جیسا چاہے خرچ کرو، کوئی حساب دینا نہیں ہے، جوانی جیسے چاہے استعمال کرو کوئی پکڑنے والا نہیں، جہاں چاہے منہ مارو، جیسے جانور دُکان، مکان، کھیت اور باغات جہاں چاہے چرتے پھرتے ہیں، ہمیں بھی بس ویسی ہی آزاد زندگی گذارنا چاہئے، بعض تو جانوروں کی طرح سمندروں کے کنارے عیش کرتے ہوئے ننگے پڑے رہتے ہیں۔

اگر نیک اور بد اعمال یکساں ہوں اور ان کا کوئی بدلہ نہ ہوتو پھر نیک عمل کرنے والا بیوقوف ہوجائے گا اور بد اعمال کرنے والا عقلمند ہوجائے گا، کہ وہ مرنے سے پہلے اپنے پورے ارمان اور خواہشات نکال لیا۔

آخرت کا انکار کرنے والے خود اپنی فطرت میں بہت ساری چیزوں کو جرم، بُرا اور غلط سمجھتے ہیں!

آخرت کا انکار کرنے والے حرام وحلال کا انکار کرنے والے، نیکی اور بدی کو نہ ماننے والے خود بہت ساری چیزوں کو اپنی فطرت کے تحت غلط، جرم اور بُرا سمجھتے ہیں، مثلاً بغیر شادی کے مرد اور عورت کا ایک ساتھ رہنا، بیٹا بیٹی کا کسی سے ناجائز تعلقات قائم کرنا، عورتوں اور لڑکیوں سے چھیڑ چھاڑ کرنا، قرض لے کر ڈوبا دینا، چوری ڈکیتی کرنا، ننگے پھرنا، بغیر حجاب کے بول و براز کرنا، دھوکہ دینا، جھوٹ بولنا، چوری، قتل وخون کرنا، رشوت لینا، فساد کرنا، سامانِ جہیز اور جوڑے کی رقم لینا، مال میں غبن کرنا، مزدور کی مزدوری نہ دینا، کسی کی زمین جائیداد پر ناجائز قبضہ کر لینا، یہ سب کاموں کو وہ جرم اور بُرا سمجھتے ہیں، ان کی بیوقوفی کا یہ حال ہے کہ جو کوئی ان چیزوں میں جرم کرتا ہے انہیں سزاء بھی دیتے ہیں، مگر خود

کو جانوروں کی طرح آزاد سمجھتے ہیں، نفس کی ہر غلط خواہش پوری کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ دنیا کے چند روزہ زندگی میں عیش کرلو، اور دنیا سے گذر جاؤ، شیطان ان کو دھوکہ میں مبتلا کر کے فریب دیتا ہے، آخرت کے تعلق سے نیکی اور برائی، جزاء اور سزاء کو نہیں مانتے، خود تو اپنے نوکر اور ماتحت سے پائی پائی کا حساب لیتے ہیں مگر خود کو حساب دینے سے آزاد تصور کرتے ہیں، اپنے مال اور اپنی اطاعت میں کمی برداشت نہیں کرتے مگر اللہ کی ملکیت کا غلط استعمال اور اللہ کی زمین پر بغاوت و نافرمانی کر کے بھی نڈر بنے رہتے ہیں۔

انسان کو حساب کا احساس نہ ہو تو وہ مالک سے نڈر بن جاتا ہے!

جب ایک نوکر اور ملازم کو مالک کی طرف سے ذمہ داریاں دی جاتی ہیں اور اس کو اپنے مالک کے پاس حساب دینے کا یا جواب دینے کا احساس ہی نہ ہو اور وہ حساب دینے کا تصور ہی نہ رکھے تو وہ نوکر مالک سے نڈر بن کر مالک کے احکام کو نظر انداز کرے گا اور اپنی جی کی خواہش پر مالک کے مال کو استعمال کرے گا اور اپنی مرضی پر چلے گا۔

بالکل اسی طرح ایک انسان کو آخرت میں دوبارہ زندہ ہو کر اللہ کے پاس اپنی پوری زندگی کے اعمال کی جوابدہی کا یقین اور احساس نہ ہو یا کمزور احساس ہو تو وہ اللہ کی مرضیات کے خلاف چل کر اللہ کے احکام کو توڑ کر من چاہی زندگی گذارتا اور جسم، اعضا، اور نعمتوں کا استعمال اللہ کے احکام کے خلاف کرتا ہے، اللہ کی دی ہوئی تمام نعمتوں کو گناہوں میں استعمال کرتا ہے اور اللہ سے نڈر ہو جاتا ہے، اس کو نہ آخرت کی فکر ہوتی ہے اور نہ دوبارہ زندہ ہو کر سزاء پانے کا احساس۔

جس انسان کو دنیا کی حکومت کے احکام و قانون اور سزاء کا ڈر خوف نہیں ہوتا تو وہ جس طرح آوارہ اور ظلم و زیادتی اور جرائم سے بھر پور مجرمانہ زندگی گذارتا ہے اسی طرح عقیدۂ آخرت کے کمزور ہونے یا نہ ہونے پر انسان اللہ کے احکام و قانون سے لاپرواہ ہو کر انکار کر کے گناہوں اور نافرمانیوں سے بھر پور مجرمانہ زندگی گذارتا ہے اور آخرت میں

فیل ہونے اور سزاء پانے کی پرواہ نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ کائنات کی تمام چیزوں میں خواص واثرات رکھا ہے!

اللہ تعالیٰ کائنات کی تمام مخلوقات میں جس طرح خاص خاص اثرات اور خصوصیات رکھے ہیں اسی طرح غذاؤں، دواؤں، پھلوں، غلہ واناج، ترکاریوں، روشنی، اندھیرا، گرمی، سردی، دودھ، دہی، انڈا، آگ، پانی یہاں تک کہ انسانوں کے جذبات، خیالات، صفات اور سوچ وفکر کے بھی اثرات رکھا ہے، بالکل اسی طرح انسان کے اچھے اور بُرے اعمال کے بھی نتائج، اثرات اور رزلٹ Result رکھا ہے، پھر اللہ نے یہ اصول اور ضابطہ بھی بنایا ہے کہ بہت ساری چیزوں کا نتیجہ اور رزلٹ فوراً ظاہر کردیتا ہے اور بہت ساری چیزوں کا نتیجہ دیر سے لمبی مدت کے بعد ظاہر کرتا ہے، انسان بہت سارے کاموں کے نتیجے جاننے کے لئے لمبی مدت تک صبر کرتا بھی ہے، مثلاً زہر کھاتے ہی انسان موت کے حوالے ہوجاتا ہے، نیند سے تھکان فوراً دور ہوجاتی ہے، گالی سنتے ہی انسان کو غصہ آجاتا ہے، ڈر اور خوف سے انسان تھرتھرا جاتا ہے، کھیتی کرتے ہی فوراً غلہ اور اناج حاصل نہیں ہوتا ہے، درخت لگاتے ہی فوراً پھل پھول نہیں ملتے، شادی کرتے ہی فوراً اولاد نہیں ہوتی، تعلیم کا فائدہ اور اثر ایک مدت کے بعد حاصل ہوتا ہے، گٹھلی کے اندر کا درخت فوراً ظاہر نہیں ہوتا، نہ فوراً پھل ملتے ہیں، اسی طرح انسانوں کے اچھے برے اعمال کے بھی نتائج اور اثرات رکھے ہیں، جو مرنے کے بعد حشر کے میدان میں ظاہر ہوں گے اور اس کے اثرات جنت یا جہنم میں نتیجہ کی شکل میں دیکھیں گے، جس طرح زہر کھانے، شراب پینے کے اثرات فوراً ظاہر ہوجاتے ہیں، مگر شرک اور کفر اور منافقت اور نافرمانیوں کے اثرات اور نتائج دیر سے مرنے کے بعد نیکی اور گناہوں کی شکل میں جنت یا جہنم میں ظاہر ہوں گے، انسان دنیا کی زندگی میں نیکی اور بدی کو جو پھیلا کر جاتا ہے اور وہ نسل در نسل انسانوں میں چلتے رہتے ہیں، ان کا نتیجہ مرنے کے بعد حشر کے میدان میں ظاہر ہوگا،

انسان وہاں ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھے گا اور اس کی جزاء وسزاء پائے گا، اللہ تعالیٰ دنیا کو امتحان گاہ بنانے کی وجہ سے نیکی اور بدی کے اعمال کے نتائج شرک، کفر اور نافرمانیوں کے نتائج کو دنیا کی زندگی میں ظاہر نہیں کر رہا ہے، چونکہ برے اعمال کے نتائج دنیا میں ظاہر نہیں ہو رہے ہیں، اس لئے بیوقوف انسان دھوکہ کھا کر آخرت کا انکار کرتا ہے یا آخرت سے غافل بن کر نڈر ہو کر گناہوں کی زندگی گذارتا ہے۔

امتحان گاہ میں سزاء اور جزاء نہیں دی جاتی اور نہ نتیجہ ورزلٹ ڈکلیر وظاہر کیا جاتا ہے، انسان خود جب ہزاروں بچوں کا امتحان لیتا ہے تو امتحان گاہ میں فوراً نتیجہ ظاہر نہیں کرتا اور نہ امتحان گاہ میں جزاء وسزاء دی جاتی ہے، اس سے بعد میں آنے والے بچوں کا امتحان نہیں لیا جا سکتا، جب تمام بچوں کا امتحان مکمل ہو جانے کے بعد نتیجہ کا ایک دن مقرر کر کے سب کا ایک ساتھ نتیجہ اور رزلٹ **Result** بتلایا جاتا ہے۔

بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر قیامت تک آنے والوں کا امتحان لے رہا ہے، جب تمام انسان امتحان سے گذر جائیں گے تو وہ قیامت کے دن ان کے اعمال کے نتیجہ ورزلٹ کو ظاہر کر کے کامیاب و ناکام انسانوں کو ڈکلیر کرے گا، اگر دنیا کی زندگی میں شرک، کفر اور نافرمانی کرتے ہی ان اعمال کا نتیجہ ظاہر کر دیتا تو پھر بعد کے زمانوں میں آنے والے کسی بھی انسان کا یا ان کے ساتھ زندگی گذارنے والے انسانوں کا امتحان ہی نہیں لیا جا سکتا تھا، اس لئے اللہ نے اعمال کا نتیجہ قیامت تک چھپا کر رکھا ہے اور یہ رکھنا ضروری بھی تھا، فیصلہ کا ایک دن مقرر کرنا بھی ضروری تھا۔

دنیا میں جو چیز بوئیں گے وہی چیز آخرت میں پائیں گے

اللہ تعالیٰ قانونِ فطرت بھی یہی بنایا ہے کہ چاول بو کر چاول حاصل کیا جائے، گیہوں بو کر گیہوں، ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ کانٹے اور کیکر کا بیج بو کر سیب یا انار حاصل کیا جائے، اسی طرح آخرت میں نیکی کے بیج سے نیکی کا پھل اور برائی کے بیج سے جہنم اور

سزاء ہی حاصل ہوگی، ایسا نہیں ہوگا کہ دنیا میں گناہ اور برائی کا بیج بویا ہو اور آخرت میں نیکی کا پھل ملے، دنیا کے شرک، کفر اور نافرمانی کے بیج سے دوزخ میں سزاء اور آگ ہی ملے گی، توحید اور ایمان کے بیج سے جنت میں انعام واجر ملے گا، اس کے برعکس غیر مسلم اور آخرت پر کمزور عقیدہ رکھنے والے سمجھتے ہیں کہ شرک، کفر اور نافرمانی اور بدعات کا بدلہ جنت ملے گا، توحید سے ہی جنت ملے گی، اللہ نے دنیا میں زندگی کے ہر شعبہ میں یہی اصول وضابطہ رکھا ہے، کوئی انسان ڈاکٹری پڑھ کر بھنگی نہیں بنتا، کوئی انجینئر بن کر دھوبی نہیں بنتا، اسی طرح گناہوں کے اعمال سے جہنم اور نیکی اور تقویٰ کی محنتوں سے جنت ملے گی، یہی اصول آخرت کا بھی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی ارشاد فرمایا کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے، جو یہاں بوئیں گے آخرت میں وہی کاٹیں گے۔

عقیدۂ آخرت انسان کی عین فطرت کے مطابق ہے!

اللہ نے انسان کی فطرت ایسی بنائی کہ وہ چاہتا ہے کہ جو انسان اچھا کام کرے اس کو نیک کام پر انعام اجر اور ثواب ملے، اور جو غلطی اور برا کام کرے اُسے سزاء ملے، جب دنیا میں ہر نیک کام کا پورا پورا بدلہ نہیں ملتا، الٹا وہ مشکلات وتکالیف میں رہتا ہے اور ہر برائی کی پوری پوری سزاء بھی دنیا میں نہیں ملتی، الٹا وہ گناہ کی زندگی سے عیش میں رہتا ہے، تو ایک دن ایسا بھی ہونا چاہئے کہ جس میں انسان کو اس کے اچھے اور برے اعمال کا پورا پورا بدلہ اور سزاء ملے، ورنہ انسان اچھے کو اچھائی کا اور برے کو برائی کا بدلہ نہ ملے تو اُسے ظلم اور ناانصافی سمجھتا ہے۔

جو لوگ دنیا میں ہزاروں لاکھوں انسانوں میں شرک، کفر، بدعات اور بے دینی پھیلا کر گئے کیا ان کو کیڑے مکوڑوں چیونٹی اور مچھر کی طرح غیر ذمہ دار سمجھ کر چھوڑ دیا جائے؟ دوسرے انسانوں کی زندگیاں برباد کرنے پر سزاء نہ دی جائے؟ کیا ان پر اپنے کسی برے عمل پھیلانے کی ذمہ داری نہیں ہے؟

انسان اور جن فطرۃً چار قسم کی خواہش رکھتے ہیں!

انسان اور جن فطرۃً چار قسم کی خواہش رکھتے ہیں:

(۱) ان پر کبھی موت نہ آئے اور ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی ہو۔

(۲) ان پر کبھی مصیبت و تکلیف اور رنج و غم نہ آئیں اور ہمیشہ خوشی و آرام رہے۔

(۳) ان کو ہر روز نئی نئی نعمتیں ملتی رہیں اور ان میں ہمیشہ اضافہ ہی ہوتا رہے۔

(۴) وہ ہمیشہ جوان رہیں، انہیں کمزوری و بوڑھاپا کبھی نہ آئے۔

اللہ نے انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کی پُرسکون اور راحت والی زندگی چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ ہمیشہ نعمتوں ہی نعمتوں میں رہے، اس پر کبھی مصیبت و تکلیف اور رنج و غم نہ آئیں اور اس پر بوڑھاپا اور کمزوری نہ آئے، ہمیشہ ہمیشہ تندرست اور جوان رہے، یہ چاروں چیزیں انسان کو آخرت میں کامیاب ہونے کے بعد ملیں گی، اللہ تعالیٰ موت کو دُمبے کی شکل میں لاکر جنت اور جہنم کے درمیان رکھ کر ذبح کردے گا اور اعلان کردیا جائے گا کہ اے جنت والو! اب تم پر کبھی موت نہ آئے گی، ہمیشہ ہمیشہ نعمتوں میں خوش رہو، ہر ایک جنتی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ۳۳ رسال کی جوانی دی جائے گی، وہ کبھی بوڑھے نہیں ہوں گے، ہر جنتی کو حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح حسن اور خوبصورتی دی جائے گی اور ہر روز نعمتوں میں اضافہ ہوکر نئی نئی نعمتیں ملتی رہیں گی، جنتی کو کبھی کوئی رنج و غم اور کسی قسم کی کوئی تکلیف و مصیبت نہ ہوگی۔

مسلم شریف کی حدیث میں اللہ کے رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اہل جنت سے کہدیا جائے گا کہ تم ہمیشہ تندرست رہوگے کبھی بیمار نہ ہوگے، ہمیشہ زندہ رہوگے کبھی موت نہ آئے گی، ہمیشہ خوشحال رہوگے کبھی پریشان اور مصیبت زدہ نہ ہوگے، ہمیشہ جوان رہوگے کبھی بوڑھے نہ ہوگے۔

دنیا کے اعمال میں تو صرف وقتی آرام وعیش ملتا ہے!

وَما الْحَيَاةُ الدُّنيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ۔ (ال عمران:۱۸۵)

یہ دنیا تو محض ایک (ظاہری) دھوکہ کا سامان ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کی مثال آخرت کے مقابلہ میں بس ایسی ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی آدمی اپنی ایک انگلی دریا میں ڈال کر نکال لے اور پھر دیکھے کہ پانی کی کتنی مقدار اس میں لگ کر آئی ہے۔ (مسلم)

دنیا میں جو لوگ اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری میں زندگی گذارتے ہیں وہ زیادہ تر تنگی اور مصیبت اور مسائل کا شکار رہتے ہیں، حلال کمائی میں زندگی بسر کرنا پڑتا ہے، اذیت میں زندگی گذارتے ہیں، ایمان اور اسلام اختیار کرنے سے غیر مسلم ان کے ساتھ تعصب اور زیادتی کرتے رہتے ہیں، فساد برپا کر کے ان کی جان ومال کو لوٹتے ہیں، پردہ حجاب اختیار کرنے والوں کو غیر مہذب سمجھا جاتا ہے، وہ اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم نہیں دِلا سکتے، مگر یہ سب حالات دنیا کی مختصر زندگی تک ہی رہتے ہیں، ایسے انسانوں کی آخرت منور ہو جاتی ہے، بہت سے لوگ نیکیوں اور جنت کے راستے میں مصیبت اور تکالیف دیکھ کر جنت کے راستہ پر چلنے سے دھوکہ کھا جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو جنت وجہنم دکھایا تو فرمائے کہ اے اللہ! جنت کی کٹھن وادیوں اور تکالیف ومشقتوں والے اعمال کو دیکھ کر انسان اس سے دور بھاگے گا اور دوزخ کی لذتوں، نفسانی خواہشات والے اعمال کو دیکھ کر انسان اس کی طرف چمٹے گا۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

دنیا کے اعمال میں بظاہر بہت دھوکہ ہے جو لوگ گناہ کرتے ہیں ان کو گناہوں میں عزت، لذت، عیش ومستی اور آرام وترقی نظر آتی ہے، اور جو نیکی اور تقویٰ اختیار کرتا ہے ان کو بظاہر تکالیف، مصیبت ومشکلات ہوتے، بے عزتی اور آرام وعیش نہیں ملتا، انسانوں کی کثیر تعداد اسی دھوکہ میں مبتلا ہو کر گناہوں سے چمٹی رہتی ہے، گناہ چھوڑنا نہیں چاہتی،

نیکیوں سے دور بھاگتی ہے، وہ اللہ کی اطاعت میں بھی گناہوں کو شریک کر لیتی ہے، مثلاً:

☆ انسانوں کو سردار، امیر بادشاہ اور صدر یا کسی جماعت کا سربراہ بننے کا بڑا شوق ہوتا ہے، مگر اس کے ذریعہ ناانصافی، لوگوں کی بربادی، ظلم و زیادتی، قتل و خون، فساد، غلط قانون یہ سب چیزوں کا جواب دینے کا احساس بالکل نہیں رہتا، صرف کوٹھی، بنگلہ، نوکر چاکر، سیکیوریٹی، گارڈ، پولیس کا بندوبست، ہر طرف عزت اور استقبال بس یہی ذہن میں رکھ کر دنیا سے دھوکہ میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اللہ کے پاس جواب دینے کا احساس ہی نہیں رکھتا۔

☆ انسان بڑے بڑے عہدے حاصل کر کے رشوت اور ناجائز مال کما کر اپنے لئے دنیا میں سامان راحت، بنگلہ، کوٹھی، موٹر، فرنیچر، سونا چاندی، روپیہ پیسہ اور اولاد کو اعلیٰ تعلیم دلا کر آخرت سے غافل بن کر بس ایک عیش کی زندگی گذارتا ہے، حالانکہ یہ آخرت کے مقابلہ دنیا کی ایک دھوکہ اور فریب کی زندگی ہے، اس زندگی کا انجام جہنم کی آگ کی کمائی کرنا ہے۔

☆ لوگ اپنی اولاد کی شادیوں میں دوسروں کے گھروں کو لوٹتے اور ناجائز حرام دعوتوں کے لئے مجبور کر کے عزت، ارمان اور دنیا کا عیش حاصل کر کے اپنے نفس کو مزے دیتے ہیں، حالانکہ غیر شرعی طریقوں پر نکاح کرنا اور اللہ کے احکام توڑ کر نفس کو تو خوش کرتے مگر دنیا سے دھوکہ کھاتے ہیں، اسی طرح وہ اپنے گھروں میں سامان جہیز کے ذریعہ دوزخ کی آگ جمع کرتے ہیں اور اسلام کی نافرمانی کر کے آخرت برباد کرتے ہیں، مگر ان کو اس کا احساس ہی نہیں۔

☆ عورتیں بے پردہ پھرنے، نیم عریاں رہنے اور مردوں کے ساتھ ساتھ مخلوط تعلیم اور نوکریاں کرتی ہیں، دنیا کی عزت اور مردوں کے ساتھ برابری اور مردوں کی آنکھوں کی لذت میں ان کو لطف و مزہ آتا ہے، مگر ان کا یہ عمل ان کو دھوکہ میں مبتلا کر کے جہنم کی طرف لے جا رہا ہے لیکن وہ اس کا احساس نہیں رکھتیں اور آخرت سے غافل بنی رہتی ہیں۔

☆ فلموں اور ڈراموں میں میاں بیوی کا ہیرو اور ہیروئین کا رول ادا کرنے میں شہرت، نام و نمود، پیسہ، بنگلا اور موٹر ہر طرف چاہت اور آرام والی زندگی ملتی ہے، مگر ان کو

احساس ہی نہیں رہتا کہ یہ دھوکہ اور فریب کی زندگی ہے، اور آخرت کو برباد کر رہی ہے۔

☆ زنا، شراب، جوا، دھوکہ بازی میں کچھ دیر مزہ تو مل جاتا ہے، زنا اور شراب کے ذریعہ کچھ دیر عیش تو کر لیتے ہیں مگر ان اعمال کی لذتوں اور کمائی کے ذریعہ دھوکہ کھا کر جہنم کی آگ کا سودا کرتے ہیں، اس کا احساس نہیں ہوتا۔

☆ تجارت کے بجائے سود کے ذریعہ خوب بینک بیالنس میں اضافہ کر کے، کمائی کو آسان بنا کر دھوکہ کھاتے ہیں، محنت کی کمائی میں تنگی اور کمی محسوس کرتے ہیں۔

☆ اللہ کی زمین پر انسانی قانون نافذ کر کے اللہ کے بندوں پر کچھ وقت کے لئے ناانصافی کرتے، ظلم وزیادتی کرتے اور مختصر وقت کے لئے طاقت وقوت حاصل کر کے اپنی حکومت چلاتے ہیں اور اپنی خدائی چلا کر دھوکہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔

☆ فضول خرچیوں کے ذریعہ نفسانی خواہشات پوری کر کے دھوکہ کھاتے ہیں، جاہلانہ رسموں سے نفس کو مزہ دیتے ہیں۔

☆ ناچ گانے بجانے کے ذریعہ آنکھوں اور کانوں کو مزہ دے کر دھوکہ کھاتے ہیں اور لذت لیتے ہیں، اس کے پیچھے جہنم کے عذاب کو یاد نہیں رکھتے۔

☆ جھوٹے مقدمے، جھوٹ، لوٹ مار، چوری میں دنیا ملتی نظر آتی ہے، دنیا کی تھوڑی سی راحت سے دھوکہ کھاتے ہیں۔

☆ محنت مزدوری میں تکلیف ہوتی ہے اور آرام نہیں ملتا، اس کے مقابلہ بھیک مانگنے میں بغیر محنت اور تکلیف کے مال ملتا ہے، محنت کرنے سے بچنے اور آرام سے کمائی ملنے کا دھوکہ کھا کر بھیک کو ترجیح دیتے ہیں۔

☆ عورتیں برقعہ اور حجاب کے ذریعہ کپڑوں، خوبصورتی، بناؤ سنگھار ظاہر نہ ہونے اور مردوں کی طرف رغبت کے نہ ملنے اور حجاب سے غیر مہذب سمجھے جانے کے احساس سے دھوکہ کھا کر بے پردہ، مردوں کے درمیان سج دھج کر فیشن کر کے نکلنا عمدہ کلچر اور مہذب پن سمجھتی ہیں، غیر مردوں کی نگاہوں کا مرکز بنی رہتی ہیں، اس کو اعلیٰ تہذیب سمجھتی ہیں، اس

عمل سے پورے جسم کو جہنم میں جلائے جانے کا احساس کھودیتی ہیں۔

☆ نفسانی خواہشات پر نفس کو مزہ اور لذت ملتی ہے اور اس کو تکلیف نہیں ہوتی، اس سے دھوکہ کھا کر نفسانی خواہش، شراب، زنا، ناچ گانے پر زندگی گذارتے ہیں۔

غرض دنیا میں گناہوں میں وقتی لذت ہی لذت، مزے اور آرام وعزت کے نظر آنے سے دھوکہ کھا کر انسانوں کی اکثریت آخرت کی تیاری سے دور رہتی ہے، جنتی اعمال اختیار نہیں کرتی اور آخرت بنانے سے زیادہ دنیا میں دولت جمع کرنے کی محنت، مال و متاع کی محنت، اعلیٰ ڈگریاں حاصل کرنے کی محنت، اونچے عہدے، عمدہ مکانات اور کاروبار کی ترقی کی فکر میں دین کو بھول کر دنیا سے دھوکہ کھاتے ہیں۔

حدیث کا مفہوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس انسان کی دنیا کشادہ ہورہی ہو اور اسلام سے دوری ہوتی جائے تو سمجھ لو کہ اس کی آخرت برباد ہورہی ہے۔

اسی طرح باپ دادا کی اندھی تقلید سے دھوکہ کھا کر شرک، کفر اور بدعات وخرافات میں مبتلا رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ دنیا کے گناہوں میں وقتی مزہ اور وقتی لذت اور نیکیوں میں وقتی تکالیف اور وقتی مصیبت صرف امتحان کے لئے رکھا ہے تاکہ انسان کی اطاعت ونافرمانی کو جانچا جائے کہ کون مصیبت وتکلیف میں اللہ کا فرمانبردار بنا رہتا ہے اور کون شیطان کا ساتھ دیتا ہے، غرض دنیا کی عزت ہمیشہ کی نہیں، دنیا کا عیش وقتی اور عارضی، دنیا کی زندگی مختصر، یہاں کا آرام ختم ہونے والا، دنیا کی جوانی، خوبصورتی نعمتیں، روپیہ پیسہ سب وقتی، عارضی اور بے حقیقت ہیں، یہاں صرف رب چاہی زندگی گذارنے والے ہی فائدہ میں رہتے ہیں۔

دنیا کے بوسیدہ مکان میں کوئی بھی انسان بسیرا کرنے تیار نہیں ہوتا!

دنیا میں جب کسی عمارت پر بلدیہ کا بورڈ لگا دیا جائے کہ یہ عمارت کبھی بھی گر سکتی ہے، اس میں ٹھہرنے سے احتیاط کریں، تو ہر عقلمند وسمجھدار آدمی اس عمارت میں عمدہ غذائیں اور بہت ہی آرام دہ سامان ہونے کے باوجود اس میں ایک رات بھی آرام سے نہیں گذار

سکتا، بے چین نیند لے کر بھاگ جاتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دنیا کی اس عمارت پر ایک بورڈ لگا دیا ہے کہ اس دنیا میں قیامت کسی بھی لمحہ آسکتی ہے، اس وقت اچانک کائنات کی تمام چیزیں بکھر جائیں گی، لوگ خرید وفروخت کر رہے ہوں گے، کوئی جانوروں سے دودھ نکال رہا ہوگا، کوئی ماں اپنے بچہ کو دودھ پلا رہی ہوگی، کوئی گھر سے باہر تجارت اور نوکری پر گیا ہوگا، غرض اچانک یہ دنیا تباہ کردی جائے گی اور قیامت برپا کردی جائے گی، اس اطلاع کے باوجود انسان اس دنیا کے گھر کو عارضی اور مختصر نہ سمجھ کر ساری محنت اس ٹوٹنے والے گھر میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کی تیاری کیسے کرسکتا ہے؟ جبکہ یہاں جانور پیدا ہوتے اور مرجاتے ہیں، یہاں پودے اور درخت نکلتے اور ختم ہوجاتے ہیں، دن رات وقت کی شکل میں تیزی سے بھاگ رہے ہیں، سورج اور چاند غروب ہوکر ہر روز نیا دن رات لاتے ہیں، گذرا ہوا وقت کبھی واپس نہیں آرہا ہے، انسان کا بچپن، جوانی کبھی پلٹ کر نہیں آتے، پھر بھی وہ اس گھر کو اصلی سمجھ لیتا ہے اور آخرت سے غافل بنا رہتا ہے۔

دنیا دھوکہ اور فریب کی جگہ ہے، اس میں گناہوں اور ناجائز خواہشات اور حرام کاموں، حرام مال میں ایسے ہی مزے اور آرام نظر آتا ہے جیسے کسی گاؤں میں کھیتوں کے قریب گوبر گائے، بیل، بھینس کا بول وبراز ایک ڈھیر کی شکل میں جمع کردیا جاتا ہے، ہوائیں اس پر مٹی کی پرت لاکر پھینکتی اور جمع کردیتی ہے، بارش کے پانی سے اس پر سبزہ اور گھاس اُگ جاتی ہے، دیکھنے میں وہ خوبصورت سبزہ زار نظر آتا ہے، بیوقوف لوگ اس پر دھوکہ کھا کر لوٹتے، سوتے اور بیٹھتے ہی اس گوبر بول وبراز میں لت پت ہوکر گندے ناپاک بدبودار بن جاتے ہیں، بالکل اسی طرح دنیا کے گناہوں، دنیا کی خواہشات بظاہر اوپر سے بڑی خوبصورت نظر آتی ہیں، مگر یہاں زنا کرنے والے مرد، زنا کرنے والی عورتیں کئی کئی مردوں اور عورتوں سے مزے لیتے ہیں جیسے سرکاری بیت الخلاء پیسے دے کر استعمال کیا جاتا ہے، اسی طرح جسم کو بیچ کر مزہ تو لوٹا جاتا ہے، مگر بیماریوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں، شراب پینے

میں مزہ دیتی ہے مگر عقل وحواس اڑا دیتی ہے، ذلت میں مبتلا کر دیتی ہے، صحت برباد کر دیتی ہے، جوّے سے کسی ایک کا فائدہ ہوتا ہے اور ہزاروں لوگ فقیر بن جاتے ہیں، سوّر کے گوشت میں بیماری کے جراثیم اور اخلاقیات کے تباہ ہونے کا اثر ہے، رشوت سے وقتی فائدہ تو ہو جاتا ہے مگر بیوی بچوں کو حرام مال کھلا کر لوگوں کی بددعاؤں کے قابل بن جاتے ہیں، سود سے دوسروں کا خون چوسا جاتا ہے اور انسان خودغرض بن جاتا ہے، جھوٹ سے وقتی فائدہ حاصل ہو جاتا ہے، جھوٹی شان اور عزت ملتی ہے، چوری سے معاشرہ میں سب سے گرا ہوا انسان شمار کیا جاتا ہے، کوئی عزت ومقام نہیں دیتا، بھیک مانگنے سے مال تو مل جاتا ہے مگر ذلت اور بے عزتی ملتی ہے، فقیر کو کوئی بھی عزت کی نگاہ نہیں دیکھتا، نیم برہنہ اور بے پردگی سے چہرے اور جسم کا نور غارت ہو جاتا ہے، مرد کی چاہت ختم ہو جاتی ہے، عورت میں زنانہ پن باقی نہیں رہتا، دنیا میں جو بھی نعمتیں ملتی ہیں وہ بھی آزمائش اور مختصر وقت کے لئے ملتی ہیں پھر چھین لی جاتی ہیں، انسان اپنی جوانی کھو دیتا ہے، بوڑھاپے میں کمزور وضعیف ہو جاتا ہے، موت سے چھٹکارا نہیں حاصل کر سکتا، اس کی دولت وجائیداد کے دوسرے مالک بن جاتے ہیں، مگر پھر بھی دنیا کی محبت لئے رہتا ہے، آخرت سے غفلت برتتا ہے۔

دنیا کو اللہ نے انسان اور جن کے امتحان وآزمائش کی جگہ بنایا، اس میں خواہشات نفس میں بہت زیادہ مزے اور لذتیں آزمانے کے لئے رکھیں، اس دنیا کو مال، اولاد، دولت، عورت، مرد، حکومت، اقتدار، اختیارات، حرام چیزوں میں بڑی کشش، مزے اور عزت رکھ دی، جن کی لذتیں انسان کو فوراً اس دنیا میں ملتی رہتی ہیں، لیکن اس کے نقصانات ان کی آنکھوں سے اوجھل ہیں، اس لئے وہ اس دنیا کے دیوانے بن کر آخرت کو بھول جاتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

دنیا میں مرنے کے فوراً بعد اگر سب کے سامنے نتیجہ ظاہر کر دیا جاتا تو کسی کا بھی امتحان نہیں لیا جا سکتا تھا

انسان کے مرنے کے بعد ساتھ ہی اگر اُسے فوراً زندہ کر کے سب کے سامنے حساب لیا جاتا اور کامیابی اور ناکامی ظاہر کر دی جاتی یا سزا اور انعام دنیا ہی میں دیا جاتا تو کسی کا بھی امتحان نہیں لیا جا سکتا تھا، اس لئے ہر زندہ رہنے والے کو یہ معلوم ہو جاتا کہ دنیا میں گناہ اور نافرمانیوں کا انجام کیا ہے اور نیکیوں کا اجر و انعام کیا ہے، کوئی بھی مرنے والے کے بُرے انجام اور نتیجہ (Result) کو دیکھ کر کبھی گناہ کی طرف رغبت نہ کرتے، ہر کوئی اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری میں رہتا، امتحان کا مقصد ہی ختم ہو جاتا۔

انسان کی فطرت بھی یہی ہے کہ وہ جب کسی کا امتحان لیتا ہے تو نتیجہ کا دن مقرر کر کے جب تمام لوگوں کا امتحان مکمل ہو جاتا ہے تو نتیجہ کا اعلان کرتا ہے، مختلف مضامین میں مختلف سوالات کے ذریعہ امتحان لیتا ہے، سال بھر امتحان کی تیاری کروا کر امتحان لیتا ہے تا کہ بچے محنت کر کے علم حاصل کر کے امتحان دیں۔

اللہ تعالیٰ بھی دنیا کی اس زندگی میں محنت اور مجاہدہ کرنے اور گناہوں سے دور رہنے کی محنت کروا کر امتحان لے رہا ہے اور نتیجہ کا دن مقرر کر رکھا ہے، جب تک تمام انسانوں کا امتحان مکمل نہ ہو جائے گا اور ان کے اعمال کے اثرات ختم نہ ہو جائیں گے اس وقت تک کسی انسان کے کامیاب اور ناکام ہونے کا نتیجہ و رزلٹ ڈکلیر نہیں کرتا، اس لئے اس نے آخرت، میدانِ حشر کو انسانوں کے رزلٹ ڈکلیر کرنے کا دن مقرر کر رکھا ہے، تا کہ کامیاب اور ناکام، صحیح اور غلط اس دن سب کے سامنے کھل جائے، غیب نہ رہے، پھر اس کے بعد کسی کو عمل کرنے کا موقع نہ دیا جائے گا۔

☆☆☆☆☆

دنیا ہی میں مرتے ہی اس کا بدلہ دیا جاتا تو مکمل انصاف نہ ہوتا!

دنیا میں انسانوں کو نیکی اور بدی کا پورا اختیار اور آزادی دی گئی ہے، بہت سے انسان اپنی زندگی میں نیکیوں کو پھیلا کر اور بہت سے انسان دوسرے انسانوں کو گناہ سکھا کر دنیا سے چلے جاتے ہیں، ان کے مرنے کے بعد دنیا کے انسانوں میں ان کی نیکیاں یا برائیاں چلتی رہتی ہیں، گویا وہ جو نیکی اور برائی کی محنت کئے ان کے اثرات انسانوں میں جاری رہتے ہیں، اس لئے مرنے کے فوراً بعد اگر ان کو سزا یا جزا دیدی جاتی تو وہ نامکمل فیصلہ ہوتا، نیکیوں اور برائی کے اثرات تو اُسی دن ختم ہو سکتے ہیں جب دنیا میں انسان پورے کے پورے ختم ہو جائیں اور عمل کرنے کا موقع نہ رہے، وہ صرف قیامت کا دن ہی ہوگا جس دن تمام انسان مرجائیں گے اور انسانوں کے اعمال ختم ہو جائیں گے اور انسانوں کو ان کے نیک و بد اعمال کا پورا پورا بدلہ اور اجر ملے گا۔

اسی طرح دنیا میں انسانوں کے بُرے اور اچھے اعمال کا نہ مکمل بدلہ اور اجر دیا جاسکتا ہے اور نہ اس کی مکمل سزا دی جاسکتی ہے، مثلاً اگر ایک انسان ہزاروں انسانوں کو جنگ کا حکم دے کر قتل کیا یا کوئی انسان دس آدمیوں کا خون کیا، دنیا کی عدالت اس کو زیادہ سے زیادہ عمر قید یا ایک انسان کے برابر قتل کر سکتی ہے، دس انسانوں کے خون کی سزا نہیں دے سکتی، اسی طرح شرک اور کفر کرنے پر اس کی سزا دنیا کی عدالت نہیں دے سکتی، عورت کی عزت لوٹنے پر دنیا میں اس کی عزت واپس نہیں دلائی جاسکتی، اس لئے نیکی اور برائی کا پورا پورا بدلہ ملنے آخرت کا دن ہی مناسب ہے، جہاں انسان کو موت نہیں اور ہر جرم پر بار بار نئی جلد چڑھا کر سزا دی جائے گی، ہر قتل پر قتل کیا جائے گا۔

☆☆☆☆☆

آخرت کا انصاف تو نیکیوں کے لین دین سے ہوگا

حدیث میں یہ تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی کہ آخرت میں درہم و دینار کام نہیں آئیں گے، وہاں نیکیوں اور برائیوں سے لین دین ہوگا، اگر کوئی انسان دنیا میں کسی پر ظلم کیا ہے یا حق دبایا ہے یا زیادتی کی ہے یا کسی کی غیبت کی، تہمت لگایا یا زمین و مکان دبایا یا دولت لوٹ لی یا قرض ادا نہیں کیا مظلوم کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی، اور اگر اس کے باوجود ظلم باقی رہے، حق تلفی باقی رہے تو مظلوم کے گناہ ظالم پر ڈال دئے جائیں گے اور وہ دنیا میں نیکیاں کرنے کے باوجود اپنے ظلم اور حق تلفی کی وجہ سے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو معاف کرنا چاہے گا تو مظلوم کو جنت کی نعمتیں بتلا کر کہے گا کہ ان نعمتوں کے معاوضہ میں تو اس گنہگار کو معاف کردے، مظلوم ان نعمتوں کو دیکھتے ہی راضی ہوکر اپنے اوپر ظلم کرنے والے کو معاف کردے گا، اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح کا سلوک اللہ اپنے اس بندے سے کرے گا جو دل کی گہرائیوں کے ساتھ مرنے سے پہلے توبہ کرنے کی فکر کرے، جیسے بخاری و مسلم کی حدیث میں اس شخص کا بھی تذکرہ ہے جس نے سو قتل کئے تھے، اور اللہ سے معافی کے لئے نکل پڑا تھا، مگر راستہ ہی میں موت آگئی، اللہ نے اس انسان کے لئے نیک لوگوں کی بستی کا فاصلہ قریب کردیا۔

اکثر لوگ حرام مال گھروں میں رکھ کر اور اس مال سے عیش کرتے ہوئے ہاتھ میں تسبیح اور زبان سے ذکر میں مصروف رہ کر صرف زبانی الفاظ سے توبہ کرکے توبہ کا تصور کرتے ہیں، یہ توبہ صحیح جذبہ کی توبہ نہیں، مال کو حقداروں تک واپس پہنچائے اور مظلوموں سے معاف کروانے کی رات دن کوشش کرے، اس کے باوجود لوٹا ہوا مال واپس کرنے کی استطاعت باقی نہ رہے تو سچے دل سے اللہ سے رو رو کر استطاعت پیدا کرنے اور گناہ

معاف کرنے اور مظلوموں کو راضی کرنے کی دعاء کرتا رہے، تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے ساتھ ہوسکتا ہے کہ بیان کردہ حدیث کے مطابق مدد کرے گا۔

اللہ آخرت کا انصاف مختلف گواہوں اور شہادتوں کے ساتھ کریگا!

ہر انسان کے ساتھ دو فرشتوں کو رکھا گیا:

اللہ تعالیٰ ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے رکھا ہے جو انسانوں کے چوبیس گھنٹوں کے اعمال لکھتے ہیں، سیدھے ہاتھ والا فرشتہ نیکیوں کو لکھتا ہے اور بائیں ہاتھ والا فرشتہ برائیوں کو لکھتا ہے، اس طریقہ سے ہر انسان کی زندگی کا ایک ریکارڈ تیار کیا جا رہا ہے، اس کو نامہ اعمال کہتے ہیں، قیامت کے دن جب تمام انسانوں کو زندہ کرکے حشر کے میدان میں جمع کیا جائے گا تو اس وقت کامیاب انسان جن کے چہرے روشن اور خوبصورت ہوں گے ان کو سیدھے ہاتھ میں سامنے سے نامہ اعمال دیا جائے گا وہ خوشی خوشی اپنے نامہ اعمال کو سب کو دکھاتے پھرے گا، اس کے برعکس ناکام انسان کو اس کا چہرہ کالا ہوگا، پیچھے کی طرف ہاتھ بندھے ہوئے مجرموں کی طرح ہوں گے، پیچھے سے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، جب وہ اپنے نامہ اعمال کو دیکھے گا اور پڑھے گا تو ایک ایک گناہ اور بداعمالی کو پڑھے گا اور افسوس کرتا چلا جائے گا، انکار کا اُسے موقع ہی نہ رہے گا۔

زمین گواہی دے گی:

قیامت کے ساتھ ہی زمین اپنے تمام خزانوں اور انسانوں کو باہر پھینک دے گی، انسان روپیہ پیسہ، سونا چاندی کے ڈھیر جس کے لئے اس نے آخرت کھویا اس کو بے حیثیت پاکر اس کی طرف کوئی توجہ اور چاہت ہی نہیں دکھائے گا اور زمین اس وقت انسان کے ہر اچھے اور بُرے اعمال کی گواہی دے گی، جس جس جگہ اس نے برے اور نیک اعمال کئے اس کی فوٹو پیش کردے گی، گویا زمین انسانوں کے اعمال جذب کرنے کا بڑا کیمرہ ہے، انسان اپنے ان بُرے اعمال کو دیکھ کر حیرت اور افسوس کرے گا اور پچھتائے گا۔

انسانی اعضاء خود انسانوں کے خلاف گواہی دیں گے:

دنیا کی عدالتوں کی طرح نافرمان اور باغی انسان اللہ سے اعمال نامہ کے صحیح ہونے کی شہادت پوچھے گا اور کہے گا کہ ہوسکتا ہے فرشتے نے غلط لکھا ہوگا، تب اللہ تعالیٰ اس کی زبان کو شہادت کے لئے مہر کردے گا اور انسان کے تمام اعضاء جس سے اس نے گناہ کیا ہو، انسان کی چمڑی سب اس کے خلاف گواہی دیں گے، پھر خود زبان بھی اس کے خلاف گواہی دے گی، دنیا کی عدالتوں کی طرح اللہ تعالیٰ گویا شہادت کے لئے اعضاء کو گواہ بنادیں گے۔

دنیا کی زندگی میں جنتی اور دوزخی انسانوں کی پہچان!

حدیث میں آیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کی جگہ بہشت یا دوزخ میں مقرر نہ ہوچکی ہو، صحابہؓ نے عرض کیا: پھر ہم تقدیر کے لکھے پر ہی بھروسہ کیوں نہ کرلیں اور عمل کرنے سے دور رہیں، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمل کرتے رہو اور یہ بھی یاد رکھو کہ جو عمل تقدیر الٰہی کے مطابق پیدا ہوگا اس کے لئے آسان کردیا جائے گا، ایک اور روایت میں ہے کہ ہم تقدیر پر بھروسہ کرلیں اور عمل کیوں کریں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمل کرو کیونکہ جو چیز کسی کے لئے تقدیر کے مطابق پیدا کی گئی ہے وہ عمل اس کے لئے آسان بھی کردیا گیا ہے۔

ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ جنتی کے لئے جنتی اعمال کرنا دنیا کی زندگی میں آسان کردیا جائے گا اور وہ جنت والے اعمال کر کے جنت کے راستہ پر آسانی سے چلے گا، نیکیوں سے محبت کرے گا اور دوزخی کو دوزخی اعمال کرنے سے محبت ہوجائے گی اور دن رات وہ گناہ کرتا رہے گا اور آسانی اور مزے لیتے ہوئے بے فکر دوزخ کے اعمال کرتے ہوئے دوزخ کے راستہ پر چلتا رہے گا، گناہوں سے محبت کرے گا نیکیوں سے دور بھاگے گا، گویا جو تقدیر کے لحاظ سے جنتی ہے وہ جنت کے راستہ پر چلتا رہے گا اور دوزخی ہے وہ دوزخ کے راستہ پر دوڑے گا۔

جنت اور جہنم میں جانے والے کون کون ہوں گے؟

☆ جو لوگ دنیا کی زندگی میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے، شرک اور کفر سے بچیں گے ان کا ایمان اور عمل صحابہؓ جیسا ہوگا وہ جنت میں جائیں گے، یعنی ایمان لا کر اعمالِ صالحہ کے ساتھ زندگی گذاریں گے وہ جنتی ہیں۔

☆ جو لوگ ایمان لانے کے بعد نیکیاں بھی کیے اور گناہ بھی کیے اور مرنے سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ نہ کی تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اگر ان کو معاف نہ کرے تو وہ اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے لئے جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے اور پھر گناہوں کی مقدار کے مطابق سزا بھگتنے کے بعد جنت میں بھیج دیئے جائیں گے۔

☆ تمام کافر و مشرک انسان جو اللہ کا انکار کریں گے یا اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک کریں گے وہ سب کے سب ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

☆ منافق جو دکھانے کے لئے اسلام قبول کیے ہوں وہ بھی دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، دوزخ میں لے جانے والے بڑے بڑے گناہ قتل کرنا، چوری کرنا، وعدہ کی پابندی نہ کرنا، گالی دینا، جھوٹ بولنا، جھوٹے مقدمے ڈالنا، ناچنا، گانا بجانا، زنا کرنا، سود کھانا، شراب پینا، جوا کھیلنا، دھوکہ دینا، ناحق کسی کا مال کھانا، پڑوسیوں کو ستانا، رشوت لینا، بے پردہ پھرنا، مردار یا خنزیر کھانا، نماز نہ پڑھنا، حج نہ کرنا، زکوٰۃ نہ دینا، روزہ نہ رکھنا، نیم برہنہ پھرنا، یہود و نصاریٰ کی اتباع کرنا، اللہ کی زمین پر انسانی قانون نافذ کرنا، سود عام کرنے کی اجازت دینا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے منہ موڑنا، فاسق و فاجر بن کر زندگی گذارنا، فضول خرچی کرنا، کلمہ پڑھ کر شرک و بدعات کرنا، جادو کرنے، جھوٹی گواہی دینے والے حق چھپانے والے، دین کا مذاق اڑانے والے، اہل حق سے تعصب رکھنے والے، دکھاوے کے کام کرنے والے، والدین کی نافرمانی کرنے والے، نماز نہ پڑھنے والے۔

مرنے کے بعد بار بار جنم لینے کا تصور

بار بار جنم لینے کا جو لوگ عقیدہ رکھتے ہیں ان کا خیال اور گمان ہے کہ انسان اپنے گناہوں کی وجہ سے پاپ (گناہ) دھونے کے لئے دنیا میں بار بار مختلف شکلوں میں جنم لیتا رہتا ہے، اس کی روح یا تو جانوروں کے جسموں میں یا پھر درختوں اور پودوں کی شکلوں میں دنیا میں آتی رہتی ہے، کہیں وہ کتا، بلی، گدھا، بکرا، مرغی بن کر جانوروں کی شکل اختیار کرتا ہے یا درخت اور پودا بن جاتا ہے، ان کے نزدیک جزا اور سزا سب بار بار جنم لینے سے دنیا ہی میں ہوتی رہتی ہے، اسی طرح جو لوگ دنیا میں مصیبت، پریشانیوں، اندھے، لنگڑے، معذور ہوں وہ بھی اپنے پچھلے جنم کے گناہوں کی سزا بھگتتے رہتے ہیں، اس عقیدہ کو تناسخ یا آوا گون کہتے ہیں۔

ذرا غور کیجئے دنیا کا کوئی درخت یا پودا کیا نیکی کرسکتا ہے؟ یا برائی اور گناہ کرسکتا ہے؟ اگر کوئی گنہگار انسان اپنے گناہوں کی وجہ سے درخت بن گیا تو ذرا غور کرو درخت تو نیکی کر ہی نہیں سکتا اور اس کے لئے اللہ نے نیکی اور برائی رکھی ہی نہیں ہے، پھر وہ دوسرے جنم میں انسان کی شکل کیسے اختیار کرے گا؟ اس کو انسان بننے کے لئے نیکی کرنے کا اختیار ہی نہیں، پھر وہ انسان کیسے بنے گا؟ درختوں کو نہ زبان ہے نہ ہاتھ پیر، نہ آنکھیں، نہ دل و دماغ اور نہ عقل و فہم ہے۔

اسی طرح دنیا کا کوئی جانور بھی نہ نیکی کرسکتا ہے اور نہ گناہ، اللہ نے جانوروں کے لئے نیکی اور برائی کا کوئی قانون ہی نہیں رکھا، پھر وہ نیکی کیسے کرے گا اور انسان کیسے بنے گا؟ انسان خود اپنی حکومت میں کسی سانپ، مچھر، بچھو کو کاٹنے پر یا شیر، ببر کے حملہ کرنے پر ان کو گنہگار اور مجرم نہیں مانتی اور نہ سزا دیتی ہے اور نہ ہی بکری، گائے اور بھینس کو دودھ دینے پر انعام دیتی ہے، آخر جانوروں کے لئے انسان نیکی اور بدی کا تصور کیسے پیدا کرلیا؟

انسان دنیا میں انڈے، گوشت، دودھ، پھل، میوے، غلّہ، ترکاریاں، غرض

جانوروں اور درختوں کی مختلف چیزیں استعمال کرتا یا غذاؤں میں کھاتا ہے، اگر ایسا ہے تو اُسے چاول، گیہوں، ترکاریاں، دودھ، انڈے، گوشت، لکڑی، پھل، پھول کچھ بھی نہیں استعمال کرنا چاہئے اور نہ کھانا چاہئے، اس لئے کہ یہ تمام چیزیں گنہگار اانسانوں کا مواد اور پراڈکٹ ہوگی۔

دنیا میں کسی مذہب میں بھی پیدا ہونے والے بچے کو کوئی انسان گنہگار نہیں کہتا، سب لوگ اُسے معصوم اور نیک سمجھتے ہیں، اس کے جوان ہونے، عقل آنے تک اس کو مجرم بھی نہیں مانتے، معصوم بچہ غلطی کرے تو سزا بھی نہیں دیتے، پھر انسان پیدائشی طور پر گنہگار کیسے ہوگا؟

اگر انسان اس عقیدۂ آواگون پر غور کرے گا تو اس کی سمجھ میں یہ بات آ ہی نہیں سکتی کہ دنیا میں سب سے پہلے انسان تھے یا جانور یا نباتات، اگر جانور اور نباتات تھے تو پھر وہ انسان کیسے بنے؟ حالانکہ انسانوں سے زیادہ جانور اور نباتات ہیں، اور اگر سب سے پہلے انسان تھے تو وہ غذائیں اور میوے، ترکاریاں اور غلہ و اناج کہاں سے حاصل کرتے تھے؟ جبکہ سب سے پہلے جنم میں صرف انسان اپنی عمریں پوری کر رہے تھے، ابھی ان کا دوسرا جنم شروع نہیں ہوا تھا، ایسی صورت میں جانور درخت و پودے پیدا ہی نہیں ہوئے تھے، تو وہ زندہ کیسے رہے؟ کیا کھاتے تھے؟ کیسے اپنی بھوک مٹاتے تھے؟

پھر عقیدۂ آواگون کے مطابق انسان اندھا، لنگڑا، معذور، بیوہ، یتیم، بہرہ یا مصیبت زدہ، پریشان، گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے، تو وہ ماں کے پیٹ میں کونسے گناہ کیا کہ اندھا، بہرہ، گونگا اور معذور بن گیا، وہ انسان ہی کیسے بنا جبکہ وہ گنہگار تھا؟ پھر کوئی انسان اپنی بھرپور جوانی میں بیوہ، یتیم، بے سہارا کیوں ہو جاتا ہے جبکہ وہ دنیا میں ایک زمانہ تک خوشحال رہتا ہے، انسان خود جوان ہونے سے پہلے بچہ اگر جرم کرے تو اُسے مجرم نہیں مانتا، سزا نہیں دیتا، مجرم تو اُسے قرار دیا جاتا ہے جو باشعور ہو، جو اختیار و عقل و فہم رکھتا ہو، پھر خدا معصوم بچہ کو مجرم کیوں کہے گا، اور اُسے ماں کے پیٹ ہی سے سزا کیوں دے گا؟ عقیدۂ آواگون کے مطابق دنیا میں جتنے مالدار، کرسی والے، عہدے اور بنگلے والے عیش کرنے والے ہیں وہ نیکیوں کا

انعام پا رہے ہیں، چاہے وہ شرابی، زانی، جواری، دھوکہ باز ہی کیوں نہ ہوں، کیا ایسے لوگ نیک ہو سکتے ہیں؟ اس عقیدہ سے سزا اور جزا دنیا ہی میں چلتی رہتی ہے، سورگ اور نرگ گویا دنیا ہی میں ہے، جبکہ سزا پانے والے کو احساس ہی نہیں کہ وہ کس کس جرم کی سزا پا رہا ہے، انسان کا جسم الگ، درخت، پودوں اور جانوروں کا جسم الگ ہے۔

اس عقیدہ کے رکھنے والے امیر لوگ غریب، معذور، لنگڑے، اندھے بہرے لوگوں کو گنہگار سمجھ کر نہ ان کو گلے لگاتے، نہ برابری کا درجہ دیتے، ان کو اپنے سے دور رکھتے، ان سے نفرت کرتے ہیں، جس کی وجہ سے اس معاشرہ کے غریب و مصیبت زدہ لوگ احساس کمتری میں مبتلا رہتے ہیں۔

بزرگوں اور پیغمبروں سے نسبت پر جہنم سے خلاصی کا باطل عقیدہ

یہودی اپنے آپ کو پیغمبروں، ولیوں اور بزرگوں کی اولاد تصور کرتے ہیں اور یہ باطل عقیدہ رکھتے ہیں کہ آخرت کا عذاب ان بزرگوں کی نسبت سے انہیں نہیں دیا جائے گا، ان کے بزرگ ان کی سفارش کر کے شفاعت کروالیں گے، تمام انسانوں میں وہ اللہ کے محبوب ہیں، اگر جہنم میں گئے بھی تو بہت جلد نکال لئے جائیں گے، جہنم تو غیر یہودیوں کے لئے ہے، جنت کے حقدار تو وہی ہیں۔

یہ عقیدہ انسانوں کو دنیا کی زندگی میں آوارہ، نڈر اور باغی بنا دیتا ہے، شیطان اس باطل عقیدہ کے ذریعہ انسانوں کو بزرگوں کے بھروسہ پر آخرت سے غافل بنا دیتا اور آخرت کی تیاری سے بے فکر رکھ کر اعمالِ رذیلہ کا شکار بنا دیتا ہے۔

اگر ایسا ہوگا تو دنیا کی انسانی حکومتوں کی طرح بڑے سے بڑے مجرموں کو جس طرح منسٹروں اور بڑے عہدیداروں کی تائید یا پارٹی کی مدد حاصل ہوتی ہے اور وہ ہر قسم کی غنڈا گردی، قتل و خون اور فساد کرنے کے باوجود حکومت ان کو قانون کی گرفت میں نہیں لیتی، پکڑا نہیں جاتا یا پکڑا بھی جائے تو فوراً چھوٹ جاتے ہیں، اسی طرح اللہ کی حکومت و

اقتدار بھی اندھا و بہرا ہو جائے گا، ظالم، نافرمان اور فسادی انسانوں کو ان کے گناہ پر کبھی سزا ہی نہیں ملے گی، ''اندھیر نگری چوپٹ راج'' حکومت ہو جائے گی، نیکی کرنے والے نیکی کر کے خواہ مخواہ دنیا میں تکلیف اٹھائیں گے اور گناہگار ان کے برابر ہو جائیں گے، گویا دنیا میں ایک انسان برائی اور گناہ کر کے بھی آخرت میں مزے میں رہے گا، مگر اللہ کا انصاف ایسا ہرگز نہیں ہے، وہاں اس کی مرضی کے بغیر کوئی کسی کی سفارش نہیں کر سکے گا، وہاں حسب و نسب کو نہیں دیکھا جائے گا اور نہ کوئی رشوت دے سکے گا اور نہ جھوٹ بول سکے گا اور نہ جھوٹے گواہ لا سکے گا۔

عقیدۂ آخرت میں جب اس طرح کا بگاڑ آ جاتا ہے تو انسان خیالوں کی جنت میں زندگی گذارتا ہے اور ہر طرح کی جھوٹی آرزوؤں اور امیدوں میں گناہ کر کے بھی مطمئن رہتا ہے، اس طرح کے عقیدہ سے وہ کبھی نیکی کرنے کی فکر ہی نہیں کرتا، وہ اپنے آپ کو بے فکر، آزاد، محفوظ سمجھتا ہے، ظلم و زیادتی اور نافرمانی میں نڈر بن جاتا ہے، ہر زمانہ میں یہود کا یہی حال رہا، ہر زمانہ میں وہ اللہ کی نافرمانی میں جسارت کرتے رہے، سود کو پوری دنیا میں عام کیا، لوگوں میں فساد مچایا، اللہ کے ہر قانون کو توڑا، کتاب میں تحریف کر دی۔

مسلمانوں میں بھی بہت سے لوگ عقیدۂ آخرت کے تعلق سے اسی وہم و گمان میں مبتلا رہے اور ہیں اور وہ ایمان کا دعویٰ کرنے، قرآن مجید کو پڑھنے سمجھنے کے باوجود تاویلات کر کے بزرگوں کا واسطہ دیتے ہیں اور ان کے دامن سے وابستہ رہنے کو ہی اصل کامیابی سمجھتے ہیں، نہ اللہ سے ڈرتے اور آخرت کا خوف رکھے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اللہ کی نافرمانی پر ڈٹے رہتے ہیں، پوری جسارت اور بیبا کی کے ساتھ غلو کر کے اللہ اور رسولؐ کی نافرمانی کرتے ہیں اور دین کی شکل کو بدعات و خرافات سے بگاڑ دیا ہے، پھر اپنے اپنے بزرگوں کا دامن پکڑ کر نسبت رکھنے سے جنت میں جانے اور جنت کے حقدار صرف اپنے آپ ہی کو سمجھتے ہیں، جنت صرف اپنے لئے تصور کرتے ہیں، ان کے خلاف جو مسلمان صحیح عقیدہ رکھتے ہیں ان کو جہنمی سمجھتے ہیں، وہ اپنے باطل عقیدہ ہی کے

مطابق اپنا کلچر بنا کر دین کا نام دیتے ہیں، وہ بزرگوں کی قبروں پر غلو کے ساتھ عقیدہ رکھتے ہوئے شرکیہ اعمال کرتے ہیں، اللہ کے علاوہ قبروں، جھنڈوں اور الموں کو سجدے ورکوع کرتے، منت، مراد اور دعائیں کرتے ہیں، اسلامی احکام کے خلاف عرس، صندل، زیارت، چھلے، قوالیاں اور بہت سی جاہلانہ غیر اسلامی رسمیں کر کے اللہ کی نافرمانی کھلے عام کر کے بھی اپنے آپ کو جنت کا حقدار سمجھتے ہیں۔

حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا: اے قبیلۂ قریش! اپنی جانوں کو خرید لو! (یعنی اپنے کو اللہ کی گرفت اور دوزخ سے بچاؤ) میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا، اے بنی عبد مناف! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا، اے عباس بن عبد المطلب! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا، اے رسول خدا کی پھوپی صفیہ! میں خدا کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا، اے محمد کی بیٹی فاطمہ! تم میرے مال میں سے جو چاہو مانگ لو! (مگر) میں خدا کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔ (مشکوٰۃ)

آخرت پر پختہ اور صحیح یقین رکھنے والے باطل شفاعتوں پر یقین نہ رکھ کر اعمالِ صالحہ کرتے ہیں اور پھر شفاعت کی امید رکھتے ہیں، دنیا کی عزت و راحت کو اللہ کی اطاعت کے لئے قربانی دیتے ہیں، جب انسان کو سزا کا احساس ختم ہو جاتا ہے تو وہ بیباک بن جاتا ہے، بڑے سے بڑے جرم کا ارتکاب کر کے شفاعت کا باطل عقیدہ رکھتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا ماننے پر نجات کا تصور!

اس عقیدہ والوں کو بھی آخرت کی تیاری کی ذرا برابر فکر نظر نہیں آتی، وہ سب کچھ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مان لیا ہے اور خدا نے اپنے پیارے بیٹے کو ہم سب کے گناہ کا کفارہ ادا کرنے کے لئے سولی پر چڑھا کر قربانی دیدی، اس لئے ہم سب کے گناہ کا کفارہ حضرت عیسیٰؑ ہو گئے ہیں، چنانچہ ان کو ماننے والے سب

کے سب نجات یافتہ اور گناہ سے پاک ہو چکے ہیں۔

ان کے نزدیک ہفتہ بھر کے گناہ ان کے پادری، پیشواؤں کو گناہ کی تفصیل بتانے اور کچھ پیسے دے دینے سے پادریوں کو گناہ معاف کرنے کا اختیار ہے، لہٰذا وہ بار بار ان کے پاس جاجا کر پیسے دے کر اپنے گناہ معاف کروالیتے ہیں اور پادری ان کو گناہ کے معاف ہونے کا احساس دلاتا رہتا ہے، ان کے نزدیک ہر انسان پیدائشی گنہگار رہے، اس لئے وہ ہر عیسائی کو ایک خاص پانی میں غسل دے کر پاک کرنے کا تصور رکھتے ہیں۔

اسلام نے یہ تعلیم دی کہ کوئی انسان بھی پیدائشی طور پر گنہگار نہیں ہوتا، جو گناہ کرتا ہے وہ خود اپنے گناہ کا ذمہ دار ہے، دوسرے کو اس کے گناہ کا کفارہ نہیں بنایا جاسکتا۔

ذرا یہ بھی سوچئے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام تک جب یہ تعلیم دی گئی کہ خدا کا کوئی خاندان، اہل وعیال نہیں، بیٹا بیٹی نہیں، تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد لوگ خدا کا خاندان اور بیٹا کیسے مانیں گے، جبکہ سچائی یہ ہے کہ تمام وہ لوگ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے پیدا ہوئے اور ایمان لائے وہ خدا کو ایک اور اکیلا مانے، اللہ کو بیٹے اور اہل وعیال سے پاک مانے، مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد خدا کا بیٹا کیسے مانا جاسکتا ہے؟

چنانچہ اسی عقیدہ کی بے فکری کی وجہ سے ان کے پاس نہ پیغمبر کی زندگی محفوظ ہے نہ اللہ کی کتاب، وہ کتاب الٰہی اور پیغمبر کی زندگی کے حالات میں من مانی تبدیلیاں کرڈالیں، خنزیر، شراب، بے حیائی و بے شرمی کو عام کردیا، لڑکیاں شادی سے پہلے حاملہ ہوجاتی ہیں، ان کے پیشوا معصوم بچوں کے ساتھ قومِ لوط کا فعل کرتے ہیں، عریانیت عام ہوگئی، عقیدۂ آخرت کا تصور نہ ہونے کے برابر ہوگیا، ان کا سب کچھ زور انسانوں کے اعمال درست کرنے کے بجائے اس بات پر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مان لو، نجات ہوجائے گی، ایسی صورت میں جواب دینے، حساب دینے کا تصور ہی ختم ہوگیا، جواب دینے کے احساس سے بالکل دور ہوگئے اور نہ آخرت کی تیاری کی فکر کرتے ہیں،

اس عقیدہ کی وجہ سے دعاء، عبادت، رکوع سب حضرت عیسیٰؑ کا دھیان رکھ کر انہی کے خیالوں اور خدا سے بڑھ کر انہی سے محبت رکھ کر کرتے ہیں، خدا کی طرف رجوع ہونے کا بالکل عقیدہ ہی نہیں رکھتے، خدا سے دھیان اور تعلق پھیکا پڑ گیا، ان کی محبت ان کے جذبات سب کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہو گئے۔

عقیدۂ آخرت کے پختہ ہونے سے انسان امانت دار اور دیانتدار بن جاتا اور ظلم وزیادتی سے دور رہتا ہے

جس انسان میں عقیدۂ آخرت جتنا مضبوط اور طاقتور ہوگا وہ اتنا ہی امانت دار اور دیانت دار بن جاتا ہے، اس کو آخرت پر ایمان کی وجہ سے اس بات کا زبردست احساس رہتا ہے کہ وہ اگر کسی کے ساتھ بے ایمانی کرے گا یا دھوکہ بازی کرے یا ناحق کسی کا مال کھا جائے یا حقوق ادا نہ کرے یا کسی کو مارے پیٹے، یا دُکان ومکان اور زمین دبالے یا قرض واپس نہ کرے یا تہمت لگائے تو مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ایک ایک چیز کا حساب لے گا اور ان کے معاوضہ میں اس کو اپنی نیکیاں دینی پڑیں گی اور گناہ باقی رہنے پر مظلوم کے گناہ اپنے اوپر لینے پڑیں گے، اسی لئے وہ دنیا کی زندگی میں بہت زیادہ حساس رہ کر زندگی گذارتا ہے۔

☆ کسی کے مال ودولت اور جائیداد میں غبن نہیں کرتا۔
☆ رشوت، جوڑے کی رقمیں، جہیز کا سامان لینے سے بچتا رہتا ہے۔
☆ کسی کے پاس نوکری کرے تو چوری نہیں کرتا، نوکری اور کام کے حساب سے تنخواہ لیتا ہے۔
☆ ناپ تول میں کمی نہیں کرتا۔
☆ حق داروں کے حقوق ادا کرنے میں جلدی کرتا ہے۔
☆ کسی کی دُکان، مکان اور زمین پر ناجائز قبضہ نہیں کرتا۔

☆ قرض لے تو اس کو ادا کرنے کی دن رات فکر کرتا ہے۔

☆ امانت میں خیانت نہیں کرتا، علم کو اللہ کی امانت سمجھ کر بندوں تک پہنچانے کی فکر کرتا ہے۔

☆ کسی پر ظلم وزیادتی اور مار پیٹ کرنے سے ہاتھ روکے رکھتا ہے، مارنے سے پہلے معاف کروالیتا ہے۔

☆ عدل وانصاف اور حکومت کر کے اللہ کے پاس جواب دینے کا زبردست احساس رکھتا ہے، اگر ناانصافی اور غلط کام ہو جائے تو اللہ سے فوراً توبہ کرتا ہے۔

☆ اللہ کی زمین پر حکومت کرتے ہوئے اللہ کے احکام جاری کرتا ہے، انسانی قانون نافذ کرنے سے ڈرتا ہے اور اپنی خدائی نہیں چلاتا۔

جو انسان آخرت کے عقیدہ میں کمزور اور برائے نام ہوتا ہے وہ ان کے برعکس تمام بیماریوں میں گرفتار رہتا ہے۔

عقیدۂ آخرت کی پختگی انسان کو خیر خیرات پر مجبور کرتی ہے!

آخرت کے عقیدہ کی پختگی کی وجہ سے انسان اپنی محنت کی کمائی اور دولت کو خوشی خوشی اللہ کے نام پر زکوٰۃ، صدقات اور خیر خیرات یا اللہ کے راستہ میں دین پھیلانے میں دے کر مطمئن رہتا ہے اور یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اس کا یہ مال آخرت کے بینک میں اللہ کے پاس جمع ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو کئی گنا بڑھا کر ثواب اور نیکیاں دیں گے۔

مسلم شریف میں مذکور حدیث کا مفہوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کا کچھ مال جو وہ کھالیتا ہے وہ دنیا ہی میں کھا کر استعمال کر کے ختم کر لیتا ہے، جو مال بچ جائے وہ اس کے وارثوں کا ہو جاتا ہے، جو مال اس نے اللہ کے راستہ میں خرچ کیا وہی اس کی آخرت کی کمائی ہے، جو وہ خیر خیرات، زکوٰۃ اور صدقات اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ اللہ کے پاس محفوظ کر لیتا ہے، چنانچہ مال کا اللہ کی راہ میں اللہ کے نام پر خرچ کرنا انسان کو مال کی محبت پیدا ہونے سے بچاتا ہے اور وہ خود غرض اور مال کا حریص

نہیں بنتا، گویا آخرت ایمان والوں کے لئے آخرت کا بینک ہے، جہاں وہ اپنا مال محفوظ کرسکتا ہے، کسان جس طرح دھان کھیت میں پھینک کریقین کرتا ہے کہ ایک تھیلا دھان سے دس کنٹل اناج حاصل کرے گا، اسی طرح آخرت پرایمان والا اللہ کے راستہ میں مال خرچ کرکے احد پہاڑ کے برابر ملنے کی امید کرتا ہے۔

عقیدۂ آخرت کی وجہ سے شہادت کا جذبہ زندہ ہوتا ہے!

انسان عقیدۂ آخرت ہی کی وجہ سے نہ صرف اللہ کے راستہ میں مال خرچ کرتا ہے بلکہ شوق اوراللہ کی محبت میں دین کی حفاظت اورایمان کی سلامتی کے لئے اپنی جان تک قربان کرنے تیاررہتا ہے، اس کو یہ احساس رہتا ہے کہ وہ شہادت پاکراللہ کے پاس بہت بڑا مرتبہ پائے گا، آخرت میں کامیاب ہوجائے گا، جنت میں بہت اعلیٰ درجات ملیں گے، اللہ تعالیٰ کی رضاءاورخوشنودی حاصل ہوگی، بغیر حساب وکتاب جنت میں داخل ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ کی پاکیزہ زندگی حاصل کرے گا، شہادت اس کے لئے عام انسانوں کی موت کی طرح نہیں، خوش نصیب انسانوں ہی کواللہ تعالیٰ شہادت عطا فرماتا ہے۔

آخرت پریقین رکھنے والا بہت زیادہ توبہ واستغفار کرتا رہتا ہے!

شعوری اورحقیقی ایمان والے مرنے کے بعد حساب دینے کا احساس رکھتے ہیں اور اللہ کی نافرمانی سے بہت زیادہ خوف رکھتے ہیں، ان سے ذراسی بھی نافرمانی، کوتاہی اور بھول ہوجائے تو فوراً اللہ سے رجوع ہوتے ہیں، دعاؤں میں اپنے آپ کو گنہگار سمجھ کر بار باراللہ سے معافی مانگتے اورگناہوں سے دوررہنے کی مدد مانگتے ہیں، ان کی زبان پر ہمیشہ استغفار جاری رہتا ہے، ان سے کسی عبادت میں تاخیر ہوجائے تو یا چھوٹ جائے تو فوراً ادا کرتے ہیں، ان سے کسی انسان پر زیادتی ہوجائے یا حق تلفی ہوجائے تو مرنے سے پہلے وہ حق ادا کردیتے ہیں، یا ان سے معاف کروالیتے ہیں، نیکی اوراطاعت کرکے بھی وہ اپنے

آپ کو ناکارہ سمجھتے ہیں اور اللہ کا صحیح حق ادا نہ کرنے کا تصور رکھتے ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ حال تھا کہ وہ زنا ہو جائے یا اطاعت میں کمی ہو جائے تو وہ جھوٹ بول کر چھٹکارا حاصل نہیں کرتے تھے، سچ سچ بول کر یہاں تک کہ صرف زبان سے توبہ کے الفاظ ادا کرنے کے بجائے سنگسار ہو جاتے تھے، آخرت پر یقین رکھنے والا اپنا ہر عمل اللہ کی خوشنودی اور رضاء کے لئے کرتا ہے کبھی ریا کاری نہیں کرتا۔

آخرت پر پختہ ایمان سے مؤمن میں صبر کا جذبہ زندہ رہتا ہے!

اللہ نے دنیا کی زندگی کو کچھ اس طرح بنایا کہ یہاں اس کو مختلف حالات دے کر امتحان لیتا رہتا ہے، چنانچہ ایمان والوں پر مصیبت، بھوک، مال میں نقصان، ناکامیاں، بیماریاں، ایمان کے قبول کرنے اور اسلام پر چلنے کے لئے غیر مسلموں کی اذیتیں، تعصب، ناانصافی، فسادات، قتل وخون، زلزلے اور طوفان یہ سب حالات آتے رہتے ہیں، دنیا میں مسلم اور غیر مسلم پر مصیبت اور تکلیف آنے کی وجوہات الگ الگ ہیں، مگر ایمان والوں کو ان تمام حالات میں اسلام پر کامیاب زندگی گذارنے اور اللہ کی عبدیت وبندگی کرنے کے لئے سب سے بڑی چیز صبر کا ہونا بہت ضروری ہے، اگر صبر نہ ہو تو وہ اسلام سے ہٹ کر گناہوں کی طرف چلا جاتا ہے، غیر مسلم ایمان کے نہ ہونے کی وجہ سے تکالیف، پریشانیوں، بیماریوں اور ناکامیوں پر صبر ہی نہیں کر سکتا، ناامید ہو کر یا تو خودکشی کر لیتا ہے یا گناہ اور شرک کی طرف مائل ہو جاتا ہے، اس کے برعکس ایمان والے آخرت کا عقیدہ ہونے کی وجہ سے ان تمام حالات میں صبر کرتے اور بڑی سے بڑی مصیبت کو آزمائش، تقدیر کا لکھا مان کر یا اپنے گناہوں کا کفارہ سمجھ کر اللہ پر پوری امید کرتے ہیں اور پھر نئے طریقے سے محنت اور جد و جہد کرتے ہیں، وہ ایمان کی وجہ سے یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ دنیا امتحان کی جگہ ہے، اللہ تعالیٰ ان سے مختلف طریقوں پر امتحان لے گا، مصیبت امتحان کے لئے ڈالی گئی ہے، اللہ تعالیٰ بیماریوں اور مصیبتوں میں گناہ معاف کر کے آخرت کے عذاب سے بچاتا ہے اور ایمان

والوں کے تکالیف اور پریشانیوں کے ذریعہ آخرت میں درجات بڑھاتا ہے۔

وہ جانتا اور ایمان رکھتا ہے کہ اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ یہ تعلیم دی کہ مومن کو جسمانی اذیت یا بیماری یا کسی وجہ سے جو بھی تکلیف ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس کے گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت اپنے سوکھے پتوں کو جھاڑ دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

وہ جانتا ہے کہ اللہ نے اس کے رسولؐ کے ذریعہ یہ تک فرمایا کہ اگر مومن کے پیر میں کانٹا بھی چبھ جائے یا بخار آجائے تو اس سے بھی اللہ اس کے گناہ معاف کرتا ہے۔ (بخاری)

وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس سے محبت کرتا ہے اس کو آخرت میں درجات کی بلندی کے لئے سخت آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (ترمذی)

ایک حدیث میں یہ بھی تعلیم دی گئی کہ جب بندہ اپنے کسی عمل سے اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا تو اللہ اس پر مصیبتیں ڈالتے ہیں اور وہ اس مصیبت پر صبر اختیار کر کے اس مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ (مسند احمد، ابوداؤد)

مومن کی نگاہیں آخرت پر ہونے کی وجہ سے وہ بڑی سے بڑی تکالیف و پریشانیوں پر صبر اختیار کرتا ہے اور اللہ سے اچھی امید رکھتا ہے، اسلام اور ایمان سے منہ نہیں موڑتا، اللہ کی شکایت نہیں کرتا، اور خیال رکھتا ہے کہ اللہ نے اُسے آرام اور نعمتوں میں بھی رکھا ہے، تھوڑی تکلیف ہونے پر وہ شکایت کیونکر کرے، یہ تکالیف تو اُسے فائدہ پہنچانے کے لئے آئی ہیں، آخرت میں عذاب کو ختم کرنے کے لئے دی جارہی ہیں، دنیا کی تکلیف آخرت کی تکلیف کے مقابلہ میں چیونٹی کے کاٹنے کے برابر سمجھتا ہے، دنیا کی تکلیف اٹھا کر وہ آخرت کی تکلیف سے بچ جائے گا، وہ اپنے ایمان وعقیدہ میں اور مضبوط ہوجاتا ہے اور تکلیف میں بھی قلبی سکون میں رہتا ہے اور اللہ سے زیادہ سے زیادہ متوجہ ہوجاتا ہے، بار بار اللہ کو یاد کر کے قلبی سکون حاصل کر لیتا ہے، وہ جانتا ہے کہ صبر کرنے کی وجہ سے اللہ اس کے ساتھ ہے، آخرت میں اس تکلیف کا اجر دے گا۔

عقیدۂ آخرت پر یقین نہ ہونے کی وجہ سے انسان منافقانہ صفات میں مبتلا ہوجاتا ہے!

جو انسان جھوٹ بولنے کا عادی ہو اور منافق ہو وہ دراصل عقیدۂ آخرت پر ایمان نہ رکھنے یا یقین نہ رکھنے کی وجہ سے ان دونوں بیماریوں میں مبتلا ہوتا ہے، اس لئے کہ جھوٹ بولنے والے کو یقین کی کیفیت نہیں ہوتی کہ اللہ سمیع و بصیر ہے، علیم وخبیر ہے، ہر چیز جانتا ہے، اس سے کوئی بات چھپائی نہیں جاسکتی، یہاں تک کہ وہ دلوں کا حال بھی جانتا ہے، جس انسان کو ان صفات پر یقین ہوتا ہے وہ کبھی جھوٹ بولنے کی ہمت نہیں کرے گا، اس لئے کہ اس کو احساس رہتا ہے وہ دنیا میں تو اپنا کام جھوٹ بول کر چلالے گا مگر آخرت میں اللہ کے حساب سے بچ نہیں سکتا، جھوٹ بولنے اور آخرت میں جواب دہی کا احساس نہ ہونے کی وجہ سے وہ دنیا میں جھوٹے مقدمے، جھوٹی گواہی، دھوکہ بازی سے رشوت اور مال لوٹتا ہے۔

منافق کا حال بھی یہی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ بولنا منافق ہی کی خصلت بتلائی ہے، منافق کے دل میں ایمان حلق سے نیچے نہ اترنے کی وجہ سے وہ زبان سے جھوٹ بول کر سب کو دھوکہ دیتا ہے، وہ ایمان کے یقین سے دور رہنے کی وجہ سے اس کو اللہ کی صفات سمیع، بصیر، علیم اور خبیر کا احساس ہی نہیں رہتا کہ اللہ اندھیروں، اجالوں، ظاہر و باطن ہر چیز کا جاننے والا ہے، وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تک جھوٹ بولنے کی جسارت کرسکتا ہے، چنانچہ سورۂ توبہ میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں ساتھیوں نے کوئی بہانہ بنائے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے حالات سچ سچ سنادئے، مگر جو لوگ منافق تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھوٹ بول کر جھوٹی قسمیں کھا کر اپنی براءت حاصل کرلی، جس انسان پر اللہ کی صفات سمیع، بصیر، علیم وخبیر کا جتنا زیادہ احساس ہوگا وہ اتنا ہی جھوٹ سے بچے گا اور سچ بول کر منافقت سے

دور رہے گا اور آخرت میں سزا پانے کا احساس رکھ کر نیکی کرے گا، انعام حاصل کرے گا، اس لئے کہ آخرت کے عقیدہ کی وجہ سے اس کو دوبارہ زندہ ہو کر اللہ کے پاس جواب دینے کا احساس ستاتا رہے گا کہ اس کی زندگی کا کوئی عمل اللہ سے چھپایا نہیں جاسکتا، وہ یہ احساس رکھتا ہے کہ میں جھوٹ بول کر دنیا میں تو بچ جاؤں گا مگر آخرت میں بچ نہیں سکتا۔

آخرت میں ہر بندہ نفسا نفسی وخودغرضی میں مبتلا ہوگا

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيْهِ o وَأُمِّهِ وَأَبِيْهِ o وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيْهِ o لِكُلِّ امْرِءٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيْهِ o (عبس:۳۵تا۳۷)

''جس دن آدمی اپنے بھائی، اپنی ماں، اپنے باپ، اپنی بیوی اور اپنے بیٹے سے بھاگے گا، اس دن ان میں سے ہر ایک کو اپنی ایسی پڑی ہوگی کہ وہی اس کے لئے کافی ہوگی''۔

آخرت میں ہر شخص نفسا نفسی اور خودغرضی میں مبتلا ہو جائے گا، حدیثوں میں ارشاد فرمایا گیا کہ ماں باپ اپنی اولاد سے حق تلفی پر ان کی نیکیاں حاصل کر کے میدانِ حشر سے چھٹکارا چاہیں گے، حقوق ادا نہ ہونے پر اس کا معاوضہ مانگ کر یا اولاد کو پھنسا کر خود آخرت کے عذاب سے بچ جانا چاہیں گے، اولاد کو پھنسا کر جہنم سے آزادی چاہیں گے، کوئی ایک دوسرے کو نہ پوچھے گا، ہر مجرم اپنے بھائی، بیٹا، بیٹی، ماں باپ، بیوی یا شوہر کو فدیہ میں دے کر عذاب سے بچنا چاہے گا، کسی کو کسی کا ہوش و ہمدردی باقی نہیں رہے گی، ہر کوئی اپنی گمراہی، اپنے گناہ کی ذمہ داری ایک دوسرے پر ڈالیں گے، جو پیر و مرشد یا جو سردار اور رہبر جس جس کو گمراہ کئے اللہ کی اطاعت سے دور کئے سب اس مرشد اور پیر کو بُرا کہیں گے اور ان کو دوگنا عذاب دینے کی سفارش کریں گے یہاں تک کہ شیطان پر بھی ملامت کریں گے اور اس کو الزام دیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں منافق لوگ آخرت کا یقین نہ ہونے اور سزاء کا احساس نہ رکھنے کی وجہ سے اپنے مقدمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیش

کرنے کے بجائے جھوٹے مقدمات بنا کر یہودیوں کے پاس لیجاتے اور اپنے حق میں فیصلے کروا کر دنیا کا فائدہ حاصل کرتے تھے، بالکل اسی طرح اسی زمانہ میں آخرت کا یقین نہ رکھنے والے مسلمان جھوٹے مقدمات غیر مسلموں کی عدالت میں ڈالتے ہیں اور دنیا کا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔

آخرت میں جانے کے بعد دوبارہ دنیا میں نہ بھیجنے کی حکمت!

ناکام انسان میدانِ حشر کی خوفناکی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے دوبارہ دنیا میں بھیجنے کی درخواست کریں گے، اللہ علیم وخبیر ہونے کے ناتے بندوں کی ابتداء سے آخرت تک کے حالات سے واقف ہے، اس کو معلوم ہے کہ یہ وہی کرے گا جو پہلے کر کے آیا ہے، پھر اسباب الٰہی سے دنیا کو آباد کرنا پڑے گا اور آدم سے لے کر آخر تک تمام انسانوں کو مختلف زمانوں میں پیدا کرنا پڑے گا، باری باری سے مختلف علاقوں میں پیغمبروں اور کتابوں کو بھیجنا پڑے گا، امتحان کی خاطر شیطان کو بھی رکھنا پڑے گا، دنیا میں شر وخیر کے راستے رکھنا پڑے گا، اس کے ساتھ ساتھ انسان کو قبر وحشر کے میدان کے نظاروں کو مٹا کر اس کے دماغ کی رگوں سے بھول پیدا کر کے بھیجنا پڑے گا، پھر انسان اللہ کو بھول کر دنیا کی لذتوں اور مزوں کی خاطر آخرت کی تیاری نہیں کرے گا، جو پہلے کیا تھا وہی کرے گا، اس لئے اللہ اس کو دوبارہ دنیا میں نہیں بھیجے گا۔

حشر کے میدان میں باغی انسان اللہ کو سجدہ نہ کرسکیں گے

يَوْمَ يُكْشَفُ عَن سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ۝ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ ۔ (القلم:۴۳)

جس روز سخت وقت آپڑے گا اور لوگوں کو سجدہ کرنے کے لئے بلایا جائے گا تو یہ لوگ سجدہ

نہ کر سکیں گے، ان کی نگاہیں نیچی ہوں گی، ذلت ان پر چھا رہی ہوگی، یہ جب صحیح سالم تھے اس وقت انہیں سجدہ کے لئے بلایا جاتا تھا (اور یہ انکار کرتے تھے)۔

جب تمام انسان میدان حشر میں جمع ہو جائیں گے اور انہیں سجدہ کا حکم دیا جائے گا تو کافر اور مشرک اور منافق اور بے نمازی انسان جو دنیا میں کبھی نماز نہیں پڑھتے یا دھوکہ اور دکھاوے کے لئے نماز پڑھتے تھے وہ پیٹھ اور کمر سے اکڑ جائیں گے اور ان کی کمر جھکنے نہ پائے گی، ایمان والوں کو دیکھ کر سجدہ کرنا چاہیں گے تو منہ کے بل اوندھے گر پڑیں گے، منافق دنیا میں جھوٹ اور دکھاوے کی خاطر نماز میں سجدے کرتے تھے وہ بھی دوسروں کے ساتھ منہ کے بل گریں گے، صرف ایمان والے ہی سجدہ کر سکیں گے۔

کافر و مشرک اور بے ایمان لوگ دیدارِ الٰہی سے محروم رہیں گے!

وَمَن كَانَ فِي هٰذِهِ أَعْمٰى فَهُوَ فِي الآخِرَةِ أَعْمَى وَأَضَلُّ سَبِيْلاً o

جو یہاں اندھا بنا رہا آخرت میں بھی وہ اندھا ہی رہے گا۔ (بنی اسرائیل:۷۲)

''اور جس نے میری یاد سے منہ موڑا تو اس کی زندگی تنگ ہوگی اور قیامت کے دن ہم اُسے اندھا اٹھائیں گے، وہ کہے گا: رب! تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا جبکہ میں آنکھوں والا تھا؟ وہ کہے گا: ایسی ہی پہنچی تھیں تجھے ہماری آیات، تو تو نے انہیں بھلا دیا تھا، اسی طرح آج تو بھلایا جا رہا ہے''۔ (طٰہٰ:۱۲۴تا۱۲۶)

انسان کو دنیا کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کو پہچان کر اس کی اطاعت و بندگی کے لئے پیدا کیا گیا ہے، اب اگر انسان دنیا میں اللہ کو نہ پہچانے یا اللہ کو ماننے سے انکار کرے یا اللہ کے ساتھ دوسرے کو شریک کرے تو ان کی سب سے بڑی سزا یہ ہوگی کہ وہ میدانِ حشر میں اللہ کے دیدار سے محروم رہیں گے، اندھے بنا دئے جائیں گے، ان کو اللہ کا دیدار کبھی نصیب نہ ہوگا۔

☆☆☆☆☆

آخرت میں بادشاہی صرف اللہ واحد کی ہوگی!

دنیا میں انسان زمین کا مالک ہے، جانوروں، کھیتوں اور باغات کا مالک ہے، اولاد واہل وعیال کا مالک ہے، ملکوں کا مالک ہے، کہیں وہ صدر ہوتا ہے کہیں بادشاہ بنا رہتا ہے، کہیں بڑے بڑے عہدوں پر ہوتا ہے، جب قیامت قائم ہوجائے گی تو دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ، صدر، فوج وہتھیار رکھنے والے، دولت رکھنے والے تھرتھراتے ہوئے گھبراتے ہوئے، مجبور ومحتاج حشر کے میدان میں ہوں گے، کوئی نہ اپنے آپ کو ملک کا صدر، وزیر اعظم یا بادشاہ کہہ سکے گا اور نہ کسی پر حکومت چلا سکے گا، اس کی ساری قوت، رعب ودبدبہ ختم ہوجائے گا، اللہ کے پاس کوئی آواز ہی نہ کرسکے گا، اللہ پوچھے گا کہ آج کس کی بادشاہت ہے؟ کہاں ہے وہ دنیا کے بڑے بڑے ظالم اور اپنی بادشاہی اور مرضی چلانے والے؟

عقیدۂ آخرت تازہ کرنے کا آسان طریقہ

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو مسلمان کی میت میں شریک ہونے اور اس کے آخری رسوم میں مدد کرنے اور اس کی موت سے عبرت ونصیحت حاصل کرنے کی تلقین کی ہے، جب کسی میت کے جنازہ میں کچھ لوگ شریک ہوتے ہیں تو ان میں کچھ قریب کے رشتہ دار بیٹا بیٹی، دوست احباب اور پڑوسی سبھی ہوتے ہیں، ہر شریک ہونے والے کو یہ احساس سب سے پہلے ہونا چاہئے کہ یہ شخص ہم سے پہلے دنیا چھوڑ کر چلا گیا، ہم بھی اس کے بعد دنیا سے جانے والے ہیں، اس کے بعد ہمارا ابھی نمبر لگا ہوا ہے، لہٰذا یہ دنیا اصل نہیں ہے، ہمیں مرنے کے بعد والی زندگی کی تیاری کرنی چاہئے، ہم باوجود اس کے قریبی ساتھی ہوتے ہوئے یہ ہمیں چھوڑ کر چلا گیا، اس لئے ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے، موت کے ذریعہ دنیا سے آخرت میں منتقل ہونا ہے، یہ دنیا کا قیام عارضی اور مختصر ہے، اللہ نے

ہمیں اس کی میت میں شریک ہونے کا موقع دے کر آخرت کی یاد تازہ کرنے کی تعلیم دی ہے، جب میت کو قبر میں اتارا جائے اور مٹی ڈھانپ دی جائے تو ہر موجود انسان کو یہ احساس کرنا ہوگا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا، بخاری و مسلم میں منقول حدیث کا مفہوم ہے کہ انسان کے تین دوست ہوتے ہیں، ایک مرنے کے ساتھ ہی اس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے، وہ اس کا مال و جائیداد، عہدہ اور کرسی ہے، دوسرے اس کے وارث بن جاتے ہیں، دوسرا ساتھی اس کے بیٹا بیٹی، رشتہ اور دوست احباب ہیں جو صرف قبر تک ساتھ دیتے ہیں، قبر پر مٹی ڈال کر گڑھا بند کر کے واپس چلے جاتے ہیں، تیسرا دوست آخرت تک ساتھ آتا ہے، وہ انسان کا عقیدہ اور اعمال ہیں، اس لئے انسان کو تیسری دوست کے ساتھ دوستی کرنا چاہئے، جو ہمیشہ ساتھ رہنے والا ہے۔

افسوس غافل انسان اپنے سامنے ہر روز دوسرے انسانوں کو مرتا ہوا دیکھتا ہے مگر پھر بھی عبرت و نصیحت حاصل نہیں کرتا، میت کو دیکھتے ہوئے، ساتھ چلتے ہوئے، میت کو کاندھا دیتے ہوئے قبرستان میں جا کر دفن کرنے کے باوجود گناہوں سے نفرت اور نیکیوں کی فکر اپنے اندر پیدا نہیں کرتا، بس آخرت سے غافل کا غافل بنا رہتا ہے، غیر ایمان والے، آخرت کا عقیدہ نہ رکھنے، اپنے اپنے رشتہ داروں کی میت میں شریک ہو کر بھی موت کو یاد نہیں کرتے اور نہ اس کی موت سے کوئی عبرت و نصیحت حاصل کرتے ہیں، وہ غافل کے غافل بنے رہتے ہیں، اسی طرح بے شعور اور آخرت کا کمزور عقیدہ رکھنے والے بھی ویسے ہی غافل بنے رہتے ہیں، اگر انسان میت کے ساتھ شریک ہو کر اس طرح احساس زندہ کرے تو اس کو دنیا سے کم آخرت سے زیادہ لگاؤ ہو جائے گا اور وہ گناہ سے گھبرائے گا۔

صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں عقیدۂ آخرت کے اثرات

اگر ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں پر نظر رکھیں گے اور زائد از چودہ سو برس سے بڑے بڑے کافر اور مشرکین کی زندگیوں کو پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ جو لوگ

جہالت اور گمراہی میں گندی اور ناپاک زندگی گذار رہے تھے، ایمان کے ذریعہ آخرت کی فکر اور تیاری ایسے کئے کہ ان کی زندگی مثالی بن گئی، چنانچہ صحابہ کرامؓ کی زندگیاں قیامت تک آنے والوں کے لئے مثال اور نمونہ بنی ہوئی ہیں، جو لوگ زنا اور شراب کے شوقین تھے، عقیدۂ آخرت کے حساب سے بچنے کے لئے زنا ہو جانے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار پاک کرنے کا مطالبہ کرتے اور زبان سے توبہ اور معافی کے الفاظ کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو سنگسار کر ڈالا۔

جو لوگ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیتے ہیں وہ بے سہارا لڑکیوں اور بچوں کو پالنے کے لئے قرعہ اندازی اور ضد کئے اور عورتوں پر ظلم و زیادتی ختم کر کے ان کے لئے رحمت بن گئے، جو لوگ شراب کے عاشق تھے انہوں نے اللہ کا حکم آتے ہی شراب کو پانی کی طرح بہا ڈالا اور شراب کے چھوٹے بڑے تمام برتن توڑ دئے۔

جو لوگ دوسروں کا مال و دولت لوٹ کر لٹیرے اور ڈاکو تھے انہوں نے اپنا مال دوسروں پر خرچ کر کے ان کے لئے امن وامان اور حفاظت کا ذریعہ بن گئے۔

سود کھانے والے سود کی اصل رقم کے ساتھ سود کو بھی معاف کیا اور سود سے توبہ کی، وعدوں کی پابندی نہ کر کے جھوٹ بولنے والے، امانت میں خیانت کرنے والے، فضول خرچی کرنے والے، امانت دار اور زبان کے پابند ہو گئے اور دولت کو ضرورت اور مقصد کے تحت خرچ کرنے لگے۔

خود غرضی کی خاطر دوسروں کا حق لوٹنے والے اپنا حق دوسروں کو دینے دوڑنے لگے، ہر ایک حقدار کے حق کو ادا کرنے کا جائزہ لینے لگے۔

انصاف کا یہ عالم تھا کہ بیٹے کے زنا کرنے پر کھلے عام سب کے سامنے کوڑے مارنے کی سزا دی، انصاف کے سامنے اپنے اور غیر کی پرواہ نہ کی، معاشرہ سے شراب، جوا، سود، زنا، ناچ گانا بجانا، فحش کاموں کو یکسر ختم کر دیا۔

نیکی کر کے بھی اللہ سے ڈرتے اور نجات کے لئے روتے رہتے، گناہوں کی معافی

آخرت کے حساب کی آسانی کی ہمیشہ دعائیں کرتے رہتے۔

جو لوگ اپنے اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی طرف لے جا رہے تھے آخرت کا عقیدہ آتے ہی خود بھی اور اہل وعیال کو بھی دوزخ سے دن رات بچانے کی محنت کرنا شروع کر دی۔

دنیا کی لذتوں اور سامانِ عیش اور دنیا کی چمک دمک کی پرواہ کئے بغیر سادہ، غریب و بے سروسامانی کی زندگی گذاری۔

امیر المؤمنین ہوتے ہوئے اقتدار رکھتے ہوئے قاضی کی عدالت میں ایک عام انسان کی طرح پیش ہو کر اپنی زرہ کا مقدمہ نہ جیت سکے۔

بچوں کو بچپن ہی سے کائنات میں غور وفکر کروا کر صفات الٰہی کے ذریعہ شعوری ایمان دینا ہو اور غور وفکر کا عادی بنانا ہو تو ''تعلیم الایمان'' سلسلہ کی ہماری کتاب ''ایمان میں یقین پیدا کرنے کا طریقہ'' پڑھئے اور پڑھایئے اور اپنے بچوں کو اسلام پر اللہ کی پہچان کے ساتھ زندگی گذارنے کے قابل بنایئے، اللہ کی پہچان کرائے بغیر دین کی تعلیم دینے سے نہ ایمان ہی صحیح ہوتا ہے اور نہ اللہ کا خوف، محبت، خشیت، جواب دینے کا احساس اور اطاعت کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی کثیر تعداد اللہ کو صحیح پہچانتی ہی نہیں، وہ ایمان کے ساتھ شرک میں گرفتار نظر آتی ہے۔

☆☆☆☆☆